585

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک وترجمہ

سوالات

(محکمہ جات خدمات وانتظام عمومی اور صنعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

1۔ مسودہ قانون کریمنل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اوراختیارات)
پنجاب مصدرہ 2006

2۔ مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جانمودونمائش اور مسرفانہ اخراجات)
پنجاب مصدرہ 2005

587

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

جمعرات، 16-مارچ 2006

(یوم الخمیس، 15-صفر المظفر 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 44 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُقَدِّمُوا۟ بَيْنَ يَدَىِ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ o يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَرْفَعُوٓا۟ أَصْوَٰتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ ٱلنَّبِىِّ وَلَا تَجْهَرُوا۟ لَهُۥ بِٱلْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَـٰلُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ o إِنَّ ٱلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَٰتَهُمْ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ أُو۟لَـٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱمْتَحَنَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ o

سُوْرَةُ الحُجرات آیات 1 تا 3

مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے o اے اہل ایمان! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور

تم کو خبر بھی نہ ہو o بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمالئے ہیں۔ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے o

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ جات خدمات وانتظام عمومی اور صنعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اور صنعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1344 ہے۔

ضلع پاکپتن کا انٹی کرپشن لاہور ریجن سے الحاق

*1344 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ڈویژن ختم ہونے کے باوجود ضلع پاکپتن کو محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن کے ساتھ منسلک رکھا گیا ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع پاکپتن کو لاہور ریجن کے ساتھ منسلک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی:

(الف) قومی تعمیر نو کے پروگرام کے مطابق محکمہ انسداد رشوت ستانی ضلعی حکومتوں کا حصہ نہ ہے بلکہ یہ محکمہ پہلے سے موجود اپنی شناخت کے مطابق کام کر رہا ہے۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے دفاتر ریجنل سطح پر کام کر رہے ہیں نہ کہ ان کا وجود ڈویژنل سطح پر تھا۔ پاکپتن ضلع پہلے ملتان ریجن کا حصہ تھا لیکن حکومت پنجاب نے مورخہ 7۔فروری 2004 کے نوٹیفکیشن نمبر SO.E.II(S& GAD)16-41/2002 کے تحت ضلع پاکپتن کو انٹی کرپشن ملتان ریجن سے علیحدہ کر کے انٹی کرپشن لاہور ریجن کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ نوٹیفکیشن پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مفاد عامہ کے پیش نظر مورخہ 7۔فروری 2004 کے نوٹیفکیشن نمبر SO.E.II(S& GAD)16-41/2002 کے تحت ضلع پاکپتن کو انٹی کرپشن ملتان ریجن سے علیحدہ کر کے انٹی کرپشن لاہور ریجن کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنے قائد وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب، وزیر قانون راجہ بشارت صاحب اور اپنے دیگر ان مہربانوں کو جنہوں نے ہمارے علاقے اور ہمارے ضلع کا ایک دیرینہ مطالبہ اور مسئلہ حل کر دیا ہے کہ وہاں پر ان لاکھوں لوگوں میں سے چند لوگ جو پریشان ہوتے تھے، انہیں ملتان تک جانا پڑتا تھا اور اپنی حق رسی کے لئے یا وہاں سے اپنی تکالیف کو دور کرانے کے لئے اب ان کا سفر بچ گیا ہے لیکن اب انہیں لاہور آنا پڑتا ہے۔ میری یہاں پر یہ گزارش ہے کہ جس طرح سے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہمارے ریجن کو لاہور میں شامل کر دیا ہے تو ہمارے وہاں پر انٹی کرپشن جج نہیں بیٹھتے جس کی وجہ سے اگر کوئی غریب آدمی شکایت لے کر جاتا ہے اور اسے پیروی کرنا پڑتی ہے تو اسے لاہور جیسے شہر میں اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں تو میری ان سے یہ گزارش ہے کہ پاکپتن میں مستقل طور پر انٹی کرپشن جج کا تقرر نہیں ہو سکتا تو weekly basis پر یا اس کا کوئی اور arrangement کر کے پاکپتن میں یہ سہولت ہمیں دی جائے۔ میں اپنی گورنمنٹ اور اپنے وزراء صاحبان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! میں بھی برادرم جاوید صاحب کا شکر گزار ہوں کہ کم از کم ان کا مسئلہ حل ہو گیا ہے کہ پاکپتن کو ملتان کی بجائے لاہور ریجن میں شامل کیا جائے تو وہ change ہو گئی ہے اور جواب سے وہ مطمئن ہیں اور انہوں نے بڑے اچھے الفاظ ادا کئے ہیں تو میں بھی شکر گزار ہوں اور جو انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب اور راجہ بشارت صاحب کے بارے میں کہا ہے تو میں اس کے لئے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے وہاں پر جج کے تقرر کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب، میں اور برادرم جاوید صاحب بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں اگر proposal اس قابل ہوئی کہ اسے آگے بڑھایا جا سکتا ہے تو ہم مل بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے، جناب! بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 6559، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: on her behalf sir سوال کا نمبر 6559 ہے۔ (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6559 دریافت کیا)

بہاولنگر پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کے قیام کا مسئلہ

***6559 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کی منظوری ہو چکی ہے اور فیز۔1 کے لئے تخمینہ لاگت تقریباً چھ کروڑ روپے بھی منظور ہو چکے ہیں، جبکہ سالانہ بجٹ 2004-05 میں ذکر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج کے فیز۔1 کا پی سی۔1 بھی تیار ہو چکا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کو تعمیر کرنے نیز ضمنی بجٹ یا اگلے سالانہ بجٹ میں مذکورہ کالج کے لئے رقم رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ اس ادارے کے قیام کی منظوری ہو چکی ہے۔ ٹیوٹا نے اپنے ترقیاتی پروگرام برائے سال 2004-05 میں اس سکیم کو شامل کرنے کی تجویز P&D کو پیش کی تھی لیکن P&D نے حکومتی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس منصوبے کو صوبہ پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 2004-05 میں شامل نہ کیا۔

(ب) T.E.V.T.A نے اس سکیم کا ڈرافٹ پی سی۔1 تیار کیا تھا۔ مگر سکیم کے صوبہ پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 2004-05 میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے منظوری حاصل نہ کی جا سکی۔

(ج) یہ سکیم ٹیوٹا کے تین سالہ ترقیاتی پروگرام 2005-08 (MTBF) میں شامل ہے۔ جس پر حکومت کی منظوری کے بعد کام شروع کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جی ہاں۔ جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ بہاولنگر جیسے پسماندہ ضلع کے دور دراز علاقے میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بنانے کے لئے پی سی۔1 بھی تیار

کر لیا گیا ہے تو اس کی منظوری نہ دینے کی کیا وجہ ہے، اس کی منظوری کب تک دے دی جائے گی، اس کے لئے کوئی وقت یا مدت مقرر کی گئی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو درست نہیں ہے کہ اس کا پی سی۔1 تیار ہو چکا ہے لیکن ضلع بہاولنگر میں MTBF کا پروگرام ہے جسے 2005 اور 2008 میں اس سکیم کو حکومت کی منظوری کے لئے شامل کیا گیا ہے۔ جب حکومت اسے منظور کر دے گی تو وہاں پر انشاء اللہ ٹیکنیکل کالج بن جائے گا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! کب تک اس کو منظور کرے گی، کیا اس کی منظوری کے لئے اتنا زیادہ ٹائم چاہئے کہ آپ یہاں پر بتا نہیں سکتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس وقت یہ سکیم 2005 اور 2008 کے پروگرام میں شامل کی جا چکی ہے اور منظوری آنے کے بعد یہ اس میں شامل ہو جائے گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! کون دیکھتا ہے کہ تین سال میں کیا ہونا ہے۔ تین سال کا وقت اتنا لمبا آپ نے دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے 2005 سے 2008 تک کوئی priorities fix کی ہیں یا جس کی سفارش ہے اس کا ہونا ہے جیسے ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب یہاں روز جنوبی پنجاب کا رونا روتا ہے اور بہاولنگر بھی جنوبی پنجاب میں شامل ہے کیا اس علاقے میں جو ترقی پذیر علاقے ہیں اور جہاں پر ضرورت ہے اس پر 2005 سے 2008 تک بہاولنگر کو priority دی جا سکتی ہے اس بارے وزیر موصوف وضاحت فرما دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اگر یہ ہمیں بتا دیں کہ اس وقت اس علاقے میں اس اس قسم کی انڈسٹریز ہیں اور وہاں پر فوری ضرورت ہے۔ وہاں پر listed labour کی کمی ہے تو یقینی طور پر ہم ان کے

مشورے کو گورنمنٹ کے سامنے لاکر اس پر فوری توجہ دے سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! statistics اکٹھے کرنا میرا کام نہیں ہے۔ This is the primary job of the department کہ وہ statistics اکٹھا کرے کہ کہاں پر انڈسٹریلائزیشن کی ضرورت ہے، کہاں پر آپ نے لگانی ہے۔ یہ خالی لاہور، سندر میں تو نہیں لگ جائے گی؟ اگر آپ بہاولنگر میں کوئی انڈسٹری قائم کریں گے تو وہاں بھی لوگ جائیں گے۔ میری ان سے درخواست ہے کہ یہ پی سی-1 یا پی سی-4 چلتا رہے گا۔ یہ top priority پر بہاولنگر میں انسٹیٹیوٹ بنائیں کیونکہ وہاں پر بھی انسان رہتے ہیں اور وہ پاکستانی ہیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو بھی کوئی ترقی مل سکے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جتنی ہماری حکومت آج کل ایجوکیشن اور انڈسٹریلائزیشن پر زور دے رہی ہے تو اس کے لئے پسماندہ علاقوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میرے بھائی اور بہن نے بہاولنگر کا ذکر کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سطح پر یہ ٹیکنیکل ادارے ہونا ضروری ہیں۔ ہمارے پورے ضلع پاکپتن میں بھی کوئی ٹیکنیکل ادارہ نہیں ہے، ہمیں صرف عام ایجوکیشن نہیں چاہئے۔ ہماری قوم اور ہمارے ملک کو آج ٹیکنیشنز کی ضرورت ہے، ٹیکنیکل ایجوکیشن کی ضرورت ہے، پروفیشنل ایجوکیشن کی ضرورت ہے اور میں پچھلے تین سال سے گزارش کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں سمال انڈسٹریز کا آفس نہیں ہے۔ منسٹر صاحب ہمارے ساتھ وعدہ کرتے رہتے ہیں لیکن وہاں پر آج تک ہم آفس نہیں کھول سکے اور ہمارے ضلع میں کوئی آفس نہیں ہے جہاں سے small loaning ہو سکے۔ اسی طرح سے نہ کوئی ٹیکنیکل ادارہ ہے جہاں سے ہمارے بچے تعلیم حاصل کر لیں تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں تمام پنجاب کے لئے یہ پالیسی بنائیں۔ یہ صرف سیالکوٹ، گجرات یا گوجرانوالہ کے لئے نہیں ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے اضلاع کو بھی برابر کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پورا پنجاب ہمارے لئے اہمیت کا حامل ہے۔ جہاں جہاں سے گورنمنٹ کو statistics اکٹھے ہوتے ہیں تو اس کے مطابق یہ پلان کیا جاتا ہے کہ کس جگہ فوری طور پر ٹیکنیکل ادارے یا ٹیکنیکل سکول بننے ہیں تو انشاء اللہ اس کے مطابق بنا دیئے جائیں گے۔ فقیر والی میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کے لئے جگہ حاصل کر لی گئی ہے اور وہاں پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔ میں نے بتایا ہے کہ 2005 اور 2008 کے پلان میں یہ شامل ہے اور میں پوری کوشش کروں گا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس کی منظوری آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا کوئی پی سی۔1 تیار ہو چکا ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پی سی۔1 جو بنا کر دیا ہے وہ ابھی منظور نہیں ہوا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ پی سی۔1 کی تیاری یا منظوری میں کتنا وقت درکار ہے؟ کیونکہ پی سی۔1 تیار ہونا اور یہاں پر ہم نے دیکھا ہے کہ پراجیکٹ کا ابھی پی سی۔1 نہیں بنا ہے، اس کی ٹیکنیکل sanction نہیں ہوئی، اس کی administrative sanction نہیں ہوئی اور پیسے لگ گئے ہیں۔ ہم نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں یہ دیکھا ہے۔ اگر گورنمنٹ نے کوئی کام کرنا ہو تو اس کے لئے یہ کچھ نہیں بناتے۔ آپ صرف یہ بتا دیں کہ بہاولنگر کے اس پراجیکٹ کے لئے آپ کو پی سی۔1 کے لئے کتنا وقت درکار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس بارے میں محکمہ سے discuss کر کے ہی میں بتا سکتا ہوں کہ پی سی۔1 کتنی دیر میں بنے گا۔ اگر یہ fresh question دے دیں تو اگلی دفعہ میں ان کو پھر بتا دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کے محکموں کو تو کلرک چلا رہے ہیں اور بیوروکریسی اتنی مضبوط ہے کہ وزیر صاحب کو یہ نہیں پتا کہ پی سی۔1 کی تیاری کے لئے کتنا وقت درکار ہے۔ میں منسٹر پلاننگ رہا ہوں، کوئی ٹائم نہیں لگتا، 24 گھنٹے میں پی سی۔1 تیار ہو جاتا ہے۔ If there is will to do it کیونکہ آپ لوگوں کا interest نہیں ہے اور آپ صنعتکار ہیں اور آپ اپنی کلاس کو watch کرتے ہیں، مزدور کا کس نے سوچنا ہے؟ یہاں پر labour issue پر ایک سیمینار ہوا تو

کسی ممبر یا وزیر نے وہاں اس issue پر بات کرنے کی زحمت نہیں کی۔ آپ کو کیا پتا کہ غریب کا بچہ کیسے پڑھتا ہے، آپ کو کیا پتا کہ سوشل سکیورٹی کیسا relief کرتا ہے کیونکہ آپ نے اب سب کنٹریکٹ پر کر لیا ہے۔ آپ ملازم کو شارٹ ٹرم پر رکھتے ہیں اور مستقل نہیں رکھتے اس لئے کہ اب دو طبقے رہ گئے ہیں ایک پسا ہوا غریب طبقہ اور دوسرا امیر اور اس میں gap اتنا ہو گیا ہے کہ آپ کو احساس ہی نہیں ہے کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ انہیں ایک definite date بتا دیں، ایک عرصہ بتا دیں کہ اتنے عرصہ میں یہ کام ہو گا۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! انشاء اللہ آئندہ تین ماہ کے دوران آپ کو اس کی مکمل رپورٹ دیں گے لیکن میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لیبر کی بات کی ہے۔ میں یہاں پر یہ اعلانیہ کہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو کہہ رہے ہیں کہ میں اس معاملے میں تین ماہ میں رپورٹ پیش کروں گا۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ اعلانیہ کہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے بتایا کہ گورنمنٹ نے مزدوروں کے لئے جو لیبر لاز بنائے ہیں یا اس کے بارے میں جو باتیں کی ہیں اس میں ابھی تک لیبر کا خیال نہیں رکھا گیا لیکن میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس گورنمنٹ نے جتنا لیبر کا اس دور میں خیال رکھا ہے جو ان کو benefits اس دور میں دیئے گئے ہیں آج سے پہلے جب سے پاکستان بنا ہے لیبر کو اتنے benefits نہیں دیئے گئے۔ میں آپ کو چند چیزیں بتاتا ہوں۔ لیبر کے لئے ہسپتال ہے جب ہماری گورنمنٹ آئی تھی تو اس وقت پورے پنجاب میں صرف چودہ سو بیڈ کے ہسپتال تھے اس وقت اللہ کے فضل و کرم سے جو پراگریس میں ہیں وہ چار ہزار چار سو بیڈ سوشل سکیورٹی کے ہسپتال میں اس وقت بن رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ بہاولنگر میں تو وہ تین مہینوں میں پراگریس دیں گے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے لئے

انہوں نے کیا پلاننگ کی ہے اور ہمارے ضلع پاکپتن کے لئے یہ کب تک کریں گے ؟

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انہوں نے لیبر لاز کی بات کی ہے۔ آپ ان کی دلچسپی دیکھ لیں کہ PILDAT والوں نے ایک سیمینار کرایا ہے وہاں پر وزیر لیبر، پارلیمانی سیکرٹری، سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین اور سیکرٹری لیبر ان میں سے کسی نے زحمت گوارا نہیں کی کہ وہاں پر لیبر issue پر بات کریں because of the inflation and privatization اور لوگوں کو contract and daily wages پر رکھ رہے ہیں۔ جب آپ daily wages پر رکھتے ہیں تو He is not entitled for social security; he is not entiteled for pension and, he is not entitled for medical facility آپ یہ کہہ رہے ہیں، آپ بتائیں کہ آپ کی حکومت آنے کے بعد کتنے لوگ مزید سوشل سکیورٹی میں enroll ہو گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! It does not pertain to this question. We are talking about polytechnic اب آپ اس کو جنرل پالیسی کی طرف نہ لائیں You can take up other questions but not this question وہ اس سوال میں لیبر لاز میں بھی نہیں آتے۔ دیکھیں! آپ اس سوال کے بارے میں بات کریں جو raise کیا ہوا ہے۔ وہ بات نہ کریں جو سوال سے متعلقہ نہ ہو Don't ask the questions which are not related to this question. This is not general discussion and I can't allow that. اب آگے چلئے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2420 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنراور وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیموں کے ممبران
اور سالانہ اخراجات کی تفاصیل

*2420: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا اس وقت صوبہ میں گورنر اور وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیمیں موجود ہیں ان کے کتنے کتنے ممبران ہیں، ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور اس میں کس گریڈ کے کون کون آفیسرز ہیں؟

(ب) 1999 سے 2002 تک گورنر معائنہ ٹیم کے کون انچارج رہے معائنہ ٹیم پر سالانہ کیا خرچ آیا ٹیم نے کتنے سالانہ معائنے کئے اور ان کی رپورٹس کی روشنی میں کتنے افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم:

(الف) اس وقت صوبہ میں صرف وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم ہے جو نوٹیفکیشن مورخہ 8۔جنوری 2003 سے پہلے گورنر معائنہ ٹیم تھی۔ ٹیم کے سات ممبران ہیں ان میں ایک سینئر ممبر، چار ممبران جنرل اور دو ممبران انجینئرنگ ہیں جو کہ تمام گریڈ20 کے ہیں جن کی مندرجہ ذیل ذمہ داریاں ہیں۔

مختلف شعبوں اور ضلعوں کی تقسیم ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیلی جائزہ رپورٹ سفارشات کے ساتھ پیش کرنا۔

2۔ حکومتی اور ذیلی حکومتی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لینا اور ان کی بہتر کارکردگی کے لئے سفارشات کے ساتھ رپورٹ پیش کرنا۔

3۔ اہم معاملات جن سے حکومت اور عوام کے متاثر ہونے کا احتمال ہو ان کی طرف متعلقہ محکمہ کی توجہ مبذول کرانا اور رپورٹ برائے توجہ /احکام وزیر اعلیٰ کو پیش کرنا۔

4۔ اہم اور فوری نوعیت کی شکایات کی رپورٹس متعلقہ محکموں سے حاصل کرنا اور ان پر مناسب کارروائی کرنا۔

5۔ وزیر اعلیٰ کے حکم پر اہم معاملات کی انکوائری کرکے رپورٹ پیش کرنا۔

6۔ محکمہ جات کے اہم معاملات جو وزیر اعلیٰ کی منظوری سے بھیجے گئے ہوں کی چھان بین کرنا۔

7۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی سے قریبی رابطہ رکھنا اور وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد اہم معاملات مناسب کارروائی کے لئے انہیں بھیجنا۔

(ب) 1999 سے 2002 تک وزیر اعلیٰ / گورنر معائنہ ٹیم میں بطور چیئرمین بریگیڈیر (ر) اعجاز رسول، نجیب اللہ ملک اور میجر (ر) فیاض بشیر انچارج رہے ہیں۔ معائنہ ٹیم پر سالانہ خرچہ مندرجہ ذیل ہے:

مالی سال2000-1999	-/97,00119	روپے
مالی سال20001-2000	-/1,02,65,880	روپے
مالی سال2002-2001	-/1,2046,621	روپے

معائنہ ٹیم نے سال2000-1999 میں 88 سال01-2000، 71 اور سال 02-2001 میں 90 رپورٹس وزیر اعلیٰ / گورنر کو پیش کیں اور بالترتیب 86,89,142 افراد کے خلاف کارروائی کی سفارش کی۔ معائنہ ٹیم کی سفارشات اور وزیر اعلیٰ / گورنر کے احکامات کی روشنی میں قصور وار افراد کے خلاف مزید کارروائی متعلقہ محکمہ کی ذمہ داری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے سوال کے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ اس وقت صوبے میں گورنر اور وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیمیں موجود ہیں ان کے کتنے ممبران ہیں اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور اس میں کس کس گریڈ کے کون کون سے آفیسرز ہیں؟ اس کے جواب میں بڑی تفصیل سے یہ بتایا گیا ہے اور اس میں وہ معائنہ ٹیم کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کو بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس معائنہ ٹیم پر تقریباً ایک کروڑ روپے سالانہ حکومت پنجاب کا خرچ ہوتا ہے اس کا مطلب ہے کہ ایک ممبر پر ایک لاکھ روپے ماہانہ خرچ ہو رہا ہے۔ تقریباً آٹھ لاکھ روپے ماہانہ معائنہ ٹیم پر خرچ ہے اس میں سات ممبران ہیں ایک ممبر پر ماہانہ ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوتا ہے اس کے نتیجے میں معائنہ ٹیم کی کارکردگی ہے وہ آپ جز (ب) میں دیکھ لیں کہ پورے سال کے اندر 86 رپورٹیں انہوں نے دی ہیں اور اس میں کوئی ایکشن کی تفصیل نہیں ہے صرف رپورٹیں پیش کی ہیں یعنی ماہانہ پانچ چھ سے زیادہ رپورٹیں بھی نہیں بن پاتیں اس طرح سے ہمیں ان کی ایک رپورٹ تقریباً بیس ہزار روپے کی پڑتی ہے تو اس کا کیا جواز ہے، اس معائنہ ٹیم کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے بھی کوئی موجود ہے جو اس کو دیکھتا ہو کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! وقاص صاحب نے جو سوال کیا ہے وہ 2003 میں کیا تھا اس کا جواب 2005 میں آیا ہے اگر وقاص صاحب سمجھتے ہیں کہ میں latest figures بتا سکوں تو جو میرے پاس اس وقت latest figures ہیں اگر وہ اجازت دیں تو میں ان کو وہ بتا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، آپ بتائیں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم میں کل آٹھ ممبران اور ایک چیئرمین ہے اس طرح ان کی کل تعداد 9 ہے۔ اس سال ان کا بجٹ ایک کروڑ 44 لاکھ روپے تھا۔ ہم نے ٹوٹل انکوائری جو تین سال میں کی ہیں وہ 267 ہیں۔ جب سے یہ حکومت آئی ہے یعنی چودھری پرویز الٰہی صاحب اور ہماری حکومت آئی ہے میں نے اس دن سے لے کر آج تک 267 انکوائری اور انسپکشنز کی ہیں۔ اس میں، میں نے 92 انفرادی جس میں آفیشل اور آفیسرز تمام موجود ہیں گریڈ 16 سے لے کر گریڈ 19 تک کے خلاف سفارشات بھی بھجوائی ہیں اس میں تقریباً 50 فیصد سفارشات accept ہو گئی ہیں اور removal from service کے تحت ان میں سے کافی گھر چلے گئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے خلاف ابھی تک محکمے کی انکوائری جاری ہے اس لئے یہ کہنا کہ یہ پیسا غلط لگ رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایک پائی جو ہمیں ملتی ہے وہ ہم ٹھیک لگا رہے ہیں اور اس کا نتیجہ نکل رہا ہے جو بھی ہمارا role ہے، چارٹر آف ڈیوٹی ہے میں سمجھتا ہوں کہ 2002 کے بعد جب سے ہماری حکومت آئی ہے ہمارے ممبران اور چیئرمین نے جو ڈیوٹی کی ہے وہ بالکل صحیح ڈیوٹی کی ہے اور مجھے اس کی تسلی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اصغر گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اس سوال میں یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ اس میں کون کون سے ممبران ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ سوال کروں گا کہ کون کون ممبران ہیں، اس میں فوجی کتنے ہیں، سول کتنے ہیں، ان کی ٹیم کا ممبر بننے یا بنانے کے لئے کیا criteria ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! پہلا ممبر جو سینئر ممبر ہے وہ تاج خٹک ہے، وہ گورنمنٹ آف پنجاب کا ملازم ہے اور وہ اس وقت گریڈ 21 میں سینئر ممبر کی ڈیوٹی انجام دے رہا ہے۔ اس کے بعد بریگیڈیر نعیم ہیں یہ فوج سے آئے ہیں، ریٹائر ہو چکے ہیں اور کنٹریکٹ پر ہیں۔ کنٹریکٹ وزیراعلیٰ صاحب دیتے ہیں اور ان کو تین سال ہو گئے ہیں اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا کام بڑا اچھا ہے۔ میں نے پھر وزیراعلیٰ صاحب کو سفارش کی ہے کہ ان کا کنٹریکٹ بڑھایا جائے۔ اس کے بعد سید حسین بخاری صاحب ہیں یہ گریڈ 20 میں ہیں۔ پھر بریگیڈیر توقیر صاحب ہیں یہ بھی کنٹریکٹ پر ہیں اور یہ گریڈ 20 میں ہیں۔ مہر محمد نواز سیال صاحب گریڈ 20 میں ہیں، اکرام باری چیمہ صاحب گریڈ 21 میں ہیں، محمد اقبال صاحب گریڈ 20 میں ہیں، آفتاب اسلام آغا صاحب گریڈ 20 میں ہیں۔ یہ دو آفیسرز ہمارے ٹیکنیکل ممبر ہیں جو ٹیکنیکل کام ہوتا ہے اس میں یہ اپنے کام میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اور یہ حکومت پنجاب کے حاضر سروس ہیں۔ یہ ہمارا layout ہے اس میں اگر کسی کو کوئی شک ہو تو وہ آپ بالکل پوچھ سکتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے کہ ان میں دو فوجی بریگیڈیر شامل ہیں جو دونوں ریٹائرڈ ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ آخر ان [******] کی کیا ضرورت تھی۔ ان کو اس شعبہ میں لانے کا کیا criteria ہے؟

MR. ACTING SPAKER: Expunged from the record

چودھری اصغر علی گجر: جی، میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ہیں تو [******] ناں۔۔۔ اس میں کون سی شک کی بات ہے تو ان کو لانے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر: expunged from the record آپ زندہ لفظ استعمال کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: اچھا ٹھیک ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ ہاتھی جو زندہ ہو وہ لاکھ کا جو مر جائے وہ سوا لاکھ کا۔ یہ سوا لاکھ کے ہاتھی جو ہیں ان کو رکھنے کی انہیں کیا ضرورت ہے؟ شکریہ

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! جو تنقیدی مثبت بات ہوتی ہے وہ میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ for the sake of criticism کر رہے

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہیں۔ یہ دو بریگیڈیر جو ہیں یہ آج کے سول ہیں یہ آج کے serving بریگیڈیر نہیں ہیں اور یہ اپنے کام میں مہارت رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے سب سے بہتر ممبرز ہیں۔ ان کے کام سے مجھے satisfaction ہے، وزیراعلیٰ کو satisfaction ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ کم از کم یہ محکمہ ایسا ہے کہ جہاں پر وزیر بھی کرنل ہے مگر میرا issue ہے کہ انھوں نے جو figures دیئے ہیں کہ تین سالوں میں 267 انکوائریاں کی ہیں، وہ تقریباً سات یا آٹھ ایک مہینے کی بنتی ہیں۔ کیا جو کروڑوں روپیہ اس محکمے پر خرچ کیا گیا ہے، میرا خیال ہے کہ اگر average دیکھی جائے تو تقریباً نو لاکھ روپے میں ایک انکوائری پڑتی ہے۔ کیا اس پیسے کا عوام کو کوئی فائدہ ہوا ہے، کیا غریب آدمی کو ان انکوائریوں سے کوئی فائدہ ہوا ہے کیونکہ سات یا آٹھ انکوائریاں ایک مہینے میں بنتی ہیں اور اس پر ہم نے لاکھوں، کروڑوں روپیہ خرچ کر دیا ہے اس سے عوام کو کیا مفاد حاصل ہوا ہے؟ یہ ذرا وضاحت کر دیں۔

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے پنجاب کے پوری عوام کو فائدہ ہے۔ ہماری جتنی بھی inspections ہیں، ہماری جتنی بھی evaluations ہیں وہ غریب لوگوں کی خاطر ہی ہو رہی ہیں۔ میں ابھی حال ہی میں سرگودھا خود گیا تھا، میں نے وہاں سیوریج اور پینے کے پانی کی انسپکشن کروائی ہے، وہاں پر کافی مشکلات تھیں، میری ٹیم کے وہاں پر جانے سے ہم نے وہاں پر modification کی ہے، وہ ہم نے پوری re-align کر دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں سرگودھا میں جن سے بھی ملا ہوں، جن سے بھی میری میٹنگیں ہوئی ہیں، انھوں نے کہا کہ ہماری معائنہ ٹیم جو وہاں پر گئی تھی اس سے ان کو بڑا فائدہ ہوا ہے۔ اگلی چیز، جو ہم سپیشل معائنہ کرتے ہیں، اس میں ہمارے جو سپیشل اختیارات آتے ہیں وہ سارے غریبوں کے لئے ہوتے ہیں۔ میرے پاس ان غریبوں کے لیٹر آتے ہیں جن کے کیس یہاں پر پھنسے ہوتے ہیں، ان کی مشکلات ہوتی ہیں، میرے پاس ہر جگہ سے لوگ آتے ہیں۔ میں اپنی معائنہ ٹیم کو ان کے لئے بھی لگاتا ہوں، ان کے لئے بھی میری معائنہ ٹیم حاضر ہے۔ ان لوگوں کو میں deliver کرتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: انھوں نے جز(الف) کے جواب میں فرمایا ہے کہ "یہ جو وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم ہے، حکومتی اور ذیلی حکومتی اداروں کی کارکردگی کا جائزہ لینا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے اور ان کی بہتر کارکردگی کے لئے سفارشات کے ساتھ رپورٹ پیش کرتے ہیں۔" میں خاص طور پر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم نے گزشتہ تین سالوں کے دوران کتنی ضلعی حکومتوں کا جائزہ لیا اور وہاں پر جو لوٹ مار مچی ہوئی ہے اس کو روکنے کے لئے انھوں نے کیا سفارشات پیش کی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! ہمارے جتنے بھی ممبران ہیں ان کے اوپر ہمارے جتنے بھی اضلاع ہیں وہ تقسیم کئے ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں پر جتنے بھی محکمہ جات ہیں وہ ان پر divide ہوتے ہیں۔ یہ regularly every month mandatory ہے جو کہ میں نے ادھر mention نہیں کیا ہے کہ یہ مجھے اضلاع کی یا متعلقہ محکمے کی دو رپورٹیں دیں گے اور میں آپ سب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ابھی تک میرے پاس جو بھی رپورٹیں آتی ہیں وہ چیف منسٹر سے discuss ہوتی ہیں اور ان پر ایکشن ہوتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ساری خامیوں کو ہم یکدم دور نہیں کر سکتے ہیں لیکن جتنی بھی ہماری efforts ہیں، جتنی بھی ہماری capabilities ہیں اس کے مطابق ہم کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اس پر کافی سوال ہو چکے ہیں And I would appreciate the Minister taking pain in that آپ بھی appreciate کریں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب چیئرمین! جتنے بھی یہ سوال پوچھتے ہیں میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس بارے میں اپنی کارکردگی کے متعلق انھوں نے جو بتایا اور آپ نے اسے appreciate کیا ہے، اس سوال کے جواب کا جو جز(ب) ہے اس میں آپ ملاحظہ فرمالیں کہ سی، ایم، آئی، ٹی یعنی وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم کا جو خرچہ ہے وہ 1,20,46,621 روپے ہے اور اس

نے 2000-1999 میں (88)، اگلے سال (71) اور اس سے اگلے سال (90) یعنی صرف 90 رپورٹیں انھوں نے سوا کروڑ روپے میں پیش کی ہیں اور پھر جتنے آدمیوں کے خلاف انھوں نے رپورٹیں بالترتیب 142,86,89 پیش کی ہیں یعنی 86 افراد کے خلاف انھوں نے پورے سال میں انکوائریاں کی ہیں اور سوا کروڑ روپیہ انھوں نے خرچ کیا ہے تو ان کی یہ کارکردگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انھوں نے کہا ہے کہ تقریباً 200 inquiries کی ہیں۔ آپ اس وقت موجود نہیں تھے جب انھوں نے بتایا ہے کہ میں نے over 200 inquiries کی ہیں جن میں سے جو ثابت ہوئی ہیں انھوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 86 افراد جو ہیں ان کی اب اس وقت fate کیا ہے، ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں، ان میں سے کتنے افراد کو سزا ہوئی ہے؟ یہ فرمایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ آپ پوچھیں، اس کا جواب دیں جی۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! جب میری فائنل recommendations کے تحت چیف منسٹر کو رپورٹ جاتی ہے اور اس میں ہم کوئی ایکشن چاہتے ہیں کہ ہو جائے، چاہے ڈیپارٹمنٹ کے خلاف ہو یا کسی فرد کے خلاف ہو، اس میں prerogative پھر چیف منسٹر کے پاس ہوتا ہے کہ وہ آیا ہماری recommendations کے مطابق ایکشن کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ نہیں ہے۔ اس میں arguments کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ آپ بیٹھ تو جاؤ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ بتائیں کہ تین سالوں میں انھوں نے قوم کا تقریباً تین کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے اور اس تین کروڑ روپے کے برعکس انھوں نے 86 افراد کے خلاف جو recommendations دی ہیں ان recommendations کی کیا fate ہوئی ہے، کتنے پرچے درج ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ اس کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میں اس پر آ رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ تو دوسری طرف arguments کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، Can you also take a suo-moto action as well?

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: وہ بھی کر سکتے ہیں۔suo-moto action کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا، اب جب suo-moto acttion لیتے ہیں then you don't have to wait for that پھر آپ یہ بتائیں۔۔۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میں عرض کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! کچھ directives ہوتے ہیں جو کہ چیف منسٹر کی طرف سے ہمارے پاس آتے ہیں۔ Chief Minister's orders regarding particular inspection and inquiry because he gets a feedback کہ کوئی کام ٹھیک نہیں ہو رہا ہے، کوئی خرابی ہے، وہ جو بھی رپورٹیں ہوتی ہیں وہ ساری ہم چیف منسٹر کے پاس بھجواتے ہیں۔ اس میں جتنے بھی ہم recommend کرتے ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ چیف منسٹر ہمارے ساتھ ہر چیز پر agree کر جائے۔ کہیں کہیں وہ disagree بھی کر جاتے ہیں لیکن

as far as the final judgement is concerned that is not my concern that is the department's concern.

MR ACTING SPEAKER: But have you recommended action against these people...

MINISTER FOR CHIEF MINISTER INSPECTION TEAM: Sir, I have recommended action against 89 officers.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں بات کو بالکل واضح کر دیتا ہوں اور اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ یہ ایک سفید ہاتھی ہے۔ اس کا گورنمنٹ کو اور نہ اس صوبہ کے عوام کو کوئی فائدہ ہے۔ یہ دیکھیں! انھوں نے کہا ہے کہ "معائنہ ٹیم نے سال 2000-1999 میں 88، سال 01-2000 میں 71 اور سال 2002-2001 میں 90 رپورٹیں وزیر اعلیٰ / گورنر کو پیش کیں اور بالترتیب 86,89,142 افراد کے خلاف کارروائی کی سفارش کی معائنہ ٹیم کی سفارشات اور وزیر اعلیٰ / گورنر

کے احکامات کی روشنی میں قصوروار افراد کے خلاف مزید کارروائی متعلقہ محکمہ کی ذمہ داری ہے"۔یہ جواب کب دے رہے ہیں، تاریخ وصولی جواب 2003-9-2 ہے۔اب 2003-9-2 کو ان کا یہ جواب تھا کہ یہ 86,89,142 لوگوں کے خلاف ہم نے سفارشات بھیجی ہیں۔اب یہ بتائیں کہ ان کی کتنی سفارشات پر لوگوں کے خلاف مقدمے درج ہوئے ہیں، ان لوگوں کو سزا ہوئی ہے اور اس سے کرپشن میں کیا کمی آئی ہے اور اس صوبہ کے لوگوں کو کیا فائدہ پہنچا ہے؟ یا صرف یہ ایک ادارہ ہے جس میں سفارشی لوگوں کو، ریٹائرڈ جرنیلوں کو اور سول آفیسرز کو وہاں پر صرف مراعات دے کر بٹھا دیا جاتا ہے کہ آپ یہاں پر بیٹھیں اور عوام کے ٹیکسوں کا جو پیسا ہے وہ آپ لوگوں کا خون چوسیں۔یہ ان 86 افراد کے متعلق بتائیں کہ ان کے خلاف کیا ہوا ہے؟

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب سپیکر! رانا صاحب نے یہ جتنی بھی رپورٹ پڑھی ہے یہ اس وقت کا رزلٹ ہے جبکہ ہماری حکومت اس وقت نہیں تھی۔پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔(قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: Let him answer.

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: میری بات سنیں۔مالی سال 1989 سے لے کر 2002 اور مالی سال 02-2001 تک سی،ایم،آئی،ٹی اس وقت گورنر معائنہ ٹیم تھی۔چیف ایگزیکٹو آف دی گورنر، وہ رزلٹ اس وقت کے ہیں۔میرے رزلٹ یہ ہیں کہ ان تین سالوں میں جو کہ ابھی ہمارا جون آنے والا ہے 279 ہم نے معائنے کئے ہیں۔ان میں 89 لوگوں کے خلاف ہم نے چیف منسٹر کو recommendations بھجوائی ہیں As far as the result of the recommendations to the Chief Minister is concerned وہ مجھے پتا چلتا ہے کہ وہاں سے انکوائری ڈیپارٹمنٹ میں جاتی ہے اور ڈیپارٹمنٹ اس پر ایکشن کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب آپ ایک چیز مانگتے ہیں تو اس پر intimation should come back to you جب آپ کا ایک ادارہ ہے۔

The recommendations made by you, should be intimated to you and you should be in a position to know what is happening?

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ایک انسٹیٹیوشن ہے۔یہ معائنہ ٹیم ایک ادارہ ہے انھوں نے succeed کیا ہے۔ان کا یہ argument کس طرح سے قابل قبول ہے کہ اس وقت ہماری

حکومت نہیں تھی،اب ہماری حکومت ہے۔یہ اس ادارہ کی کارکردگی کے ذمہ دار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:ان کا مطلب یہ ہے کہ جو سوالات میرے علم میں آئے ہیں میں نے ان کو take up کیا ہے اور جو پہلے decide ہو چکے ہیں وہ تو ان کی ذمہ داری نہیں ہے یا جو فائل ہو چکے ہیں انھیں تو یہ take up نہیں کر سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان:ہاؤس میں جو جواب پیش کیا گیا ہے اسے تو درست ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر:یہ تو ان کے بارے میں بتا سکتے ہیں جو ان کے نوٹس میں لائے گئے یا جن کو انھوں نے recommend کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان:جناب سپیکر!میرا concern یہ ہے یہ جواب جو آج اس answer sheet میں موجود ہے میں اس کے حوالے سے ان سے ضمنی سوال کر رہا ہوں یا تو یہ جواب یہاں پر نہ ہوتا ۔مجھے اس کے متعلق بتائیں کہ ان افراد کی fate کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:انھوں نے بتایا ہے کہ ہم نے recommend کر کے بھیجا ہے البتہ intimation should have come back to you.

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم:جناب سپیکر!جب وقاص صاحب نے یہ سوال پکارا تو میں نے وقاص صاحب سے درخواست کی تھی کہ یہ جواب پرانا ہے اور میں یہاں پر نئے figure دینا چاہتا ہوں۔میں نے CMIT کو improve کیا ہے۔چیف منسٹر ہم سے خوش ہیں اور CMIT کی performance سے مطمئن ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:کرنل صاحب!بات یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب آپ کی کارکردگی سے خوش ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن جو سوالات معزز ممبران نے کئے ہیں اس بابت انھیں مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔اب تک آپ نے جتنی recommendations کی ہیں ان کی fate کیا ہے اس بابت آپ ہاؤس کو کب تک inform کریں گے؟آپ نے ایک جواب کو conclude کرنا ہے۔آپ یہ نہ کہیں کہ میں نے رپورٹ بھیج دی ہے آگے ان کی مرضی ہے۔

وزیر برائے وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم:جناب والا!یہ کیس ہم نے take up کر لیا تھا،یہ already in process ہے کہ آپ ہمیں inform کریں کہ کیا progress ہے۔ Sir, I am also a Minister for I&C یہ سب reports بطور منسٹر I&C میرے پاس آتی ہیں۔ ہم اس کو

اب through CMIT route کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو سفارشات بھجوائی ہیں ان پر عملدرآمد بھی کروائیں۔ These should be implemented.

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب والا! ان پر بڑی جلدی عمل درآمد ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ سوال کے جز(ب) کو دیکھ لیں۔ اس میں لکھا ہے کہ 1999 سے 2002 تک گورنر معائنہ ٹیم کے کون انچارج رہے، معائنہ ٹیم پر سالانہ کیا خرچ آیا، ٹیم نے کتنے سالانہ معائنہ کئے اور ان کی reports کی روشنی میں کتنے افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ یہ سوال 17-6-2003 کا ہے۔ اس کے متعلق اگر یہ آج بھی جواب نہیں دے رہے کہ ان 89 افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے تو پھر یہ کون سا جواب دے رہے ہیں۔ انھوں نے کیا تیاری کی ہے؟ کل شام کو جب یہ محکمہ کے ساتھ بیٹھے ہیں اور بریفنگ لی ہے تو انھوں نے آج ہاؤس میں جواب دینے کی کیا تیاری کی ہے؟ انھوں نے ان سے کیا current information لی ہے؟ یہ answer sheet پکڑ کر سیدھے ادھر آ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے جواب دیا ہے کہ 89 افراد کے خلاف سفارشات ان کے محکمہ جات کو بھیجی گئی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب یہی تو ہم پوچھ رہے ہیں کہ آج ان 89 افراد کی fate کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! You should ask the concerned department and submit the report in next session.

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جی، بہتر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ وقفہ سوالات کی تیاری کیوں نہیں کر کے آتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جو جو سوالات کئے گئے ہیں انھوں نے ان کے جوابات دیئے ہیں۔ اب آپ تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو وہ اگلے اجلاس میں آپ کو مہیا کر دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگلے سیشن میں کیوں، کل کیوں نہیں؟ یہ next Monday کو اس کا جواب submit کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ 86 cases کے بارے میں انھوں نے informations لینی ہیں اس لئے وقت تو لگے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، جناب! انھوں نے 86 افراد کے خلاف سفارشات کی ہیں لیکن کیا معلوم کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی بھی ہے یا نہیں، کیا معلوم سب کو چھوڑ دیا گیا ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر: جن کے خلاف ایکشن ہوا ہے ان کے بارے میں یہ ہاؤس کو inform کریں گے۔ آپ نے جن کے خلاف سفارشات بھجوائی ہیں ان میں سے جن کے خلاف ایکشن ہوا ہے ان کے بارے میں Next Monday تک ہاؤس میں رپورٹ پیش کریں گے۔ اب اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی معزز وزیر صاحب سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ ایک بڑا اہم issue ہے جو کہ کئی مرتبہ اس ہاؤس میں raise ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر وسیم صاحب اس سوال کے محرک تھے جو کہ CDA سے متعلق ہے۔ چالیس کروڑ روپے کی ایک واٹر سپلائی سکیم ہے۔ اس وقت کے وائس چیئرمین جو کہ ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔ یہ سوال ہاؤس میں timely آ گیا تھا۔ اس وقت ان کے خلاف ایکشن لیا جا سکتا تھا۔ معزز وزیر صاحب اس بابت inspection بھی کر کے آئے ہیں کیا یہ اس floor پر بتائیں گے کہ اس inspection کا کیا result نکلا ہے جبکہ وہ آدمی ریٹائرڈ ہو کر ملک سے جا چکا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! جو point آپ raise کر رہے ہیں کیا وہ اس سوال سے متعلقہ ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! اس میں 40 کروڑ روپے کا فراڈ ہوا ہے۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: جناب والا! انھوں نے اس میں اپنی performance بتائی ہے اور یہ اسی performance کا حصہ ہے۔ اس لئے یہ بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر برائے وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم: جناب والا! ہم نے اس کی کوئی formal inspection نہیں کرائی اور نہ ہی وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے کوئی سپیشل آرڈر ہوئے ہیں۔

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں نماز عصر کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے ہاؤس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز عصر کے وقفہ کے بعد 5.10 پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: وقفہ سوالات کے ابھی 15 منٹ باقی ہیں۔ اگلا سوال 6560 محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 6560۔ (معزز رکن نے محترمہ ثمینہ نوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 6560 دریافت کیا)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے وقفہ سوالات ختم ہونے دیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

گورنمنٹ کمرشل کالج بہاولنگر، پلے گراؤنڈ، سٹاف کالونی اور اساتذہ کی اسامیوں کا مسئلہ

*6560۔ محترمہ ثمینہ نوید: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل کالج بہاولنگر سے ملحقہ قطعہ اراضی تعدادی چار ایکڑ متروکہ وقف املاک بورڈ نان مسلم خالی موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ کالج کا اپنا کوئی پلے گراؤنڈ اور سٹاف کالونی نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج ہذا میں طلباء کی تعداد تقریباً 450 ہے، جب کہ صرف دو عدد انگلش انسٹرکٹر / لیکچرارز کی پوسٹیں ہیں اور کلاسوں کی تعداد اس وقت 6 ہے، جس کی وجہ سے طلباء کا تعلیمی نقصان ہو رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کے لئے پلے گراؤنڈ، سٹاف کالونی تعمیر کرنے نیز مذکورہ کالج میں حکومت انگلش انسٹرکٹر اور لیکچرارز کی اسامیاں بڑھانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل کالج بہاول نگر سے ملحقہ اراضی تعدادی چار(4)ایکڑ متروکہ وقف املاک بورڈنان مسلم خالی موجود ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کمرشل کالج بہاول نگر کا اپنا کوئی پلے گراؤنڈ ہے اور نہ ہی کوئی سٹاف کالونی موجود ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ کالج ہذامیں طلباء کی تعداد450ہی ہے اور انگلش انسٹرکٹر / لیکچرار کی دوعدد پوسٹیں ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس وقت کلاسوں کی تعداد(6)ہے۔

(د) 2003میں بی کام کی کلاسز کا اجراء ہوا ہے۔ان کلاسز کے اجراء سے قبل طلباء اور کلاسز کی تعداد مذکورہ بالا پوسٹوں سے مطابقت رکھتی تھی۔ بی کام کی کلاسز کے اجراء سے اساتذہ کا ورک لوڈ ایجوکیشن کوڈ کے مقرر کردہ لوڈ سے تجاوز کر گیا ہے۔ محکمہ کی جانب سے SNEکا کیس منظوری کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں تاحال زیر غور ہے اور اس کی منظوری سے سٹاف کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پلے گراونڈ اور سٹاف کالونی تعمیر کرنے کے لئے کالج کے پرنسپل کیس تیار کر رہے ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جب سے یہ کالج شروع ہوا ہے یہ زمین ان کے پاس چار ایکڑ خالی ہے تو اس کے اوپر بچوں کے لئے کوئی پلے گراونڈ یا کوئی ایسی رہائشی کالونی کیوں نہیں بنائی گئی اور اگر یہ بنائی جائے تو اس کے لئے کتنا عرصہ درکار ہو گا؟ سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ جو بچے پڑھتے ہیں ان کے کھیلنے کے لئے بھی کوئی گراونڈ نہیں ہے۔ کھیلنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جہاں بچے نصابی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں وہاں غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیں لیکن یہاں پر ان کی طرف بالکل کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ویسے بھی محکمہ تعلیم کا جتنا بیڑہ غرق اس حکومت نے کیا ہے وہ کسی حکومت نے نہیں کیا۔یہاں پر ایک اور سوال بھی ہے کہ کالج کو بنے ہوئے تقریباً تین چار سال کا عرصہ ہوا ہے اور اس وقت وہاں پر طالبعلموں کی تعداد450ہے اور لیکچرار صرف دو ہیں جبکہ کلاسیں چھ ہیں۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ ایک کالج میں جس میں طالبعلموں کی تعداد450ہو، کلاسیں چھ ہوں اور لیکچرار صرف دو ہوں۔ جب ان کا دل چاہتا ہے، جس شخص کو یہ چاہتے ہیں،banکے دوران ادھر سے ادھر ٹرانسفر کر دیتے ہیں۔ ایک دور دراز کے علاقے میں جہاں پر انگلش کی اسامیوں کے لئے لوگ در در کی ٹھوکریں کھاتے پھر

رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس اسامیاں خالی ہیں اور وہاں پر کسی کو بھی مقرر نہیں کیا گیا۔اس طرح بچوں کا بھی حرج ہو رہا ہے اور وہ ٹیچر جن پر ایک وقت میں اتنا زیادہ بوجھ ہے وہ کس طریقے سے بچوں کے ساتھ انصاف کر سکیں گے ؟میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کتنے عرصے تک ان اسامیوں کو مکمل کر لیں گے اور کیا وہاں پر مزید کوئی انگلش لیکچرار بھیجنے کا ارادہ ہے یا پھر اس کالج کو ویسے ہی بند کرنا ہے یا وہ بھی میاں عامر صاحب کے under کر دیں کیونکہ جس طرح باقی سارے سکول نیشنلائزڈ کر کے میاں عامر کے under کر دیئے گئے ہیں ان کو بھی انہی کے under کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر!پہلے تو میں یہ عرض کرتا چلوں کہ چار ایکڑ جگہ ساتھ ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کو ہم نے یہ request کی ہوئی ہے کہ وہ جگہ ہمارے ادارے کو دے دیں تاکہ وہاں پر ہم سکول کے بچوں کے لئے پلے گراونڈ بنا سکیں اور یہ معاملہ زیر غور ہے جس وقت بھی جواب آئے گا ہم انشاء اللہ اطلاع کر دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!تین سال ہو گئے ہیں اور تین سال میں یہ مسئلہ ہی حل نہیں ہوا۔ان سے پوچھیں کہ ان سے کوئی بات حل ہوتی بھی ہے کہ نہیں۔جو بات کی جائے وہ زیر غور کیوں ہوتی ہے،ہر بات کا مثبت جواب کیوں نہیں دیا جاتا؟تھوڑا سا ان بچوں کے حال پر رحم کریں،ہر بات کو ٹرخانہ دیا کریں۔یہ خود کوئی بات چیک نہیں کرتے،ان کے سیکرٹری جو لکھ کر دے دیتے ہیں وہی یہ پڑھ دیتے ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر!اس سوال کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ 21-فروری 2005 کو موصول ہوا ہے،منسٹر صاحب توجہ فرمائیں کہ جواب کے جز(د) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ بی کام کی کلاسز کا اجراء ہوا ہے،ان کلاسز کے اجراء سے قبل طلباء اور کلاسز کی تعداد مذکورہ بالا پوسٹوں سے مطابقت رکھتی تھی۔بی کام کی کلاسز کے اجراء سے اساتذہ کا ورک لوڈ ایجوکیشن کوڈ کے مقرر کردہ لوڈ سے تجاوز کر گیا ہے۔محکمہ کی جانب سے S.N.E کا کیس منظوری کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ

ڈویلپمنٹ میں تاحال زیر غور ہے۔اوراس کی منظوری سے سٹاف کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا، پلے گراؤنڈاور سٹاف کالونی تعمیر کرنے کے لئے کالج کے پرنسپل کیس تیار کر رہے ہیں۔

جناب والا!اس میں دو باتیں ہیں ایک تو پرنسپل صاحب پلے گراؤنڈاور سٹاف کالونی کے لئے کیس تیار کر رہے ہیں اور دوسری طرف اساتذہ کا ورک لوڈ زیادہ ہونے کی وجہ سے کوڈ کے مطابق کم ہے۔اب یہ جواب 21-فروری 2005 کو موصول ہوا ہے آج سال 2006 ہے اور ایک سال گزرنے کے بعد کیا انہوں نے دو یا تین اور اساتذہ بھرتی نہیں کئے یا وہ جو ایک پرنسپل صاحب پلان تیار کر رہے تھے اس پلان کا کوئی حصہ مکمل ہوا ہے یا وہ کہاں تک پہنچا ہے؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر انگلش کے چھ سیکشن ہیں ان کے لئے دو ٹیچر ہیں تو یہ ٹیچر تعداد کے حساب سے ان کلاسوں کے لئے پورے ہیں کیونکہ ایک ٹیچر کو روزانہ صرف تین کلاسیں ملتی ہیں اور وہ آسانی سے پڑھا سکتے ہیں۔باقی سٹاف کی کمی کے لئے منظوری آچکی ہے اور اٹھارہ پوسٹیں create کی گئی اس کے لئے اخبار میں اشتہار بھی دے دیا گیا ہے،اس کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بھرتی کب تک ہو جائے گی؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر!اس وقت بھرتیوں کا سلسلہ جاری ہے اور اخبار میں اشتہار دے دیا گیا ہے اور جب پوری درخواستیں آجائیں گی تو اس کے مطابق بھرتی شروع ہو جائے گی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر!انہوں نے دوسرے حصہ کا جواب نہیں دیا۔چلو،آپ نے کہا کہ ہم نے اخبار میں اشتہار دے دیا ہے اور بالآخر ایک سال بعد آ ہی گیا ہے لیکن اگلی بات یہ ہے کہ پلے گراؤنڈ اور سٹاف کالونی کی تعمیر کے لئے کالج کے پرنسپل پلان تیار کر رہے تھے جو کہ آپ نے جواب میں لکھا ہوا ہے وہ پلان کہاں تک پہنچا ہے،آپ کے پاس کوئی تحریری رپورٹ آئی ہے؟

وزیر صنعت: میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ سے یہ کیس take up کیا ہوا ہے اور پرنسپل صاحب نے فیڈرل گورنمنٹ کو رپورٹ بھیجی ہے کہ ہمیں یہ گراؤنڈ سکول کے بچوں کے لئے چاہئے، فیڈرل گورنمنٹ نے اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ زمین ہمیں دیتی ہے یا نہیں۔ بہر حال ہمارے ادارے نے request کی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کرنا ہے کہ محکمہ جات کو یہاں جوابات صحیح دینے چاہئیں اور آپ بھی بار بار اس کی direction دیتے ہیں لیکن بعض اوقات اپنے vested interest کی وجہ سے محکمہ جات صحیح جواب نہیں دیتے۔ میرا یہاں پر 6818 سوال ہے اس کے جز (ج) کے نمبر 2 میں جواب دیا ہے اور سوال کو اس طرح انہوں نے tilt کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی تو آپ اس سوال تک محدود رہیں جو چل رہا ہے۔ وہ جب آئے گا اس کو take up کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ جب یہ آئے گا تو یہ ختم ہو جائے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس پر میں تحریک استحقاق بھی move کروں گا اور میری گزارش یہ ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب وہ سوال آئے گا تو اس پر بھی بات کر لیں گے۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی سوال کے متعلق ہے؟

محترمہ نشاط افزاء: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ آپ فرما رہے ہیں کہ ہم نے یہ کرنے کو کام دیا ہوا ہے، بورڈ بیٹھا ہوا ہے، ہم سوچ رہے ہیں، ہم کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ سٹاف کافی ہے اور satisfaction کے مطابق ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہ رہی ہوں کہ کیا چار سو طلبہ کے لئے دو استاد کافی ہیں۔ یہ بڑے بڑے اشتہار خوشحال پاکستان کے نام پر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو آپ کہہ رہی ہیں اس کا جواب وزیر صاحب نے دے دیا ہے۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا! میرا سوال تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں ان سے پوچھ رہی ہوں کہ وہ سٹاف انہوں نے ایک سال میں پورا کیوں نہیں کیا جبکہ بچے بغلوں میں ڈگریاں دبائے ہوئے سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں۔[*********]

جناب قائم مقام سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بھرتیاں میرٹ پر ہوتی ہیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 2569 سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

صوبہ کے دیگر شہروں میں P.P.S.C کے دفاتر کا اجراء

*2569 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) لاہور کے علاوہ کس کس شہر میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ دفاتر پورے صوبہ کے امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں؟

(ج) کیا حکومت دیگر اضلاع میں مزید ریجنل دفاتر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی:

(الف) لاہور کے علاوہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر راولپنڈی اور ملتان میں واقع ہیں۔

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر پورے صوبے کے امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں۔

(ج) فی الحال مزید ریجنل دفاتر کھولنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ صوبے کے تمام امیدواران کے لئے ان کے متعلقہ اضلاع میں ریجنل دفاتر کھولنا انتظامی اور مالی اعتبار سے ممکن نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے اور میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ دفاتر پورے صوبے کے امیدواران کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہیں۔ اس کا جواب یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر پورے صوبے کے امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ مختلف محکمے پبلک سروس کمیشن کو ریکروٹمنٹ کے لئے جو ڈیمانڈ بھیجتے ہیں وہ ڈیڑھ دو سال رش کی وجہ سے، ان کے پاس دفاتر میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو سال وہ ریکروٹمنٹ نہیں کر پاتے جبکہ یہ فرما رہے ہیں کہ وہاں پر ساری سہولتیں موجود ہیں تو اس بات میں کیا تضاد ہے؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! فاضل دوست نے یہ پوچھا تھا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ریجنل دفاتر پورے صوبے میں امیدواروں کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں یا نہیں ہیں؟ اس کو پورے پنجاب کو cater for کرنے کے لئے اس وقت ہمارے راولپنڈی، ملتان اور لاہور میں دفاتر موجود ہیں۔ لاہور چونکہ سنٹرل پوزیشن ہے یہاں پر کافی سارا work load ختم ہو جاتا ہے اور اوپر والے علاقے کو راولپنڈی cater for کرتی ہے اور آپ کے علاقے کو cater for ملتان کرتا ہے ۔ یہ تین دفاتر بڑے فعال طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر امیدواروں کی تعداد اگر آپ اجازت دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں جو کہ اتنی زیادہ نہیں ہے۔ وہاں پر اتنا زیادہ پریشر نہیں ہے کہ جس کے لئے کسی اور دفتر کی ضرورت ہو۔ پھر اس کے لئے مالی اور دیگر لوازمات کو بھی پورا کرنا پڑے گا جبکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ devolution کے بعد ریجنل آفس یا ڈویژن آفس یہ سارے ختم ہو گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں کتنے امیدواروں نے درخواستیں دی تھیں یہ بتا دیں؟

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! لاہور میں ٹوٹل درخواستیں 45,824 اور اسامیاں جو خالی تھیں وہ 4920 تھیں۔ راولپنڈی میں 3371 اور ملتان میں 11271، اس طرح درخواستوں کی کل تعداد 60444 بنتی ہے جن میں سے اسامیوں کی تعداد 4920 ہے۔ یہ تو لاہور، راولپنڈی، ملتان کی تعداد ہے۔ اس کے علاوہ علاقائی دفتر ملتان کے لئے جو ٹیسٹ امیدواروں کی تعداد تھی وہ 8332 ہے۔ اتنی تعداد کو تو وہ بڑے آرام سے cater for کر لیتے ہیں اس میں کوئی ایسی دقت نہیں ہوتی اگر دقت ہوتی تو وہ ضرور ڈیمانڈ بھیجتے۔ حکومت کے پاس ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں آئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کتنے عرصے کے دوران امیدواروں کے انٹرویوز اور ٹیسٹ لے کر ان کی لسٹ فائنل کر کے جس محکمے کی طرف سے ڈیمانڈ آئی ہوتی ہے اس کو آپ fulfil کر دیتے ہیں۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! اس کا تو ایک پورا process ہے۔ فاضل ممبر نے صرف تعداد پوچھی تھی میں نے وہی جواب دینا تھا جو انہوں نے سوال پوچھا ہے۔ اب انہوں نے پوچھا ہے کہ کتنے عرصے میں ہوتی ہیں۔ process یہ ہوتا ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنی ڈیمانڈ بھیجتا ہے کہ ہمیں فلاں فلاں پوسٹ کے لئے اتنے بندے چاہئیں۔ پبلک سروس کمیشن اس کو advertise کر کے باقاعدہ process کرتا ہے۔ پہلے تحریری امتحان ہوتا ہے، پھر انٹرویو ہوتا ہے۔ انٹرویو میں ڈیپارٹمنٹ کے ٹیکنیکل لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن کے ممبر ہوتے ہیں جن کی تعداد 15 ہے ایک چیئرمین ہے۔ یہ سب مل کر فیصلہ کرتے ہیں پھر یہ سارا process مکمل ہوتا ہے۔ اس میں جوں جوں ڈیمانڈ آتی ہے وہ فیصلہ کرتے جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس میں انہوں نے specific فرمادیا ہے کہ پہلے تحریری امتحان لیتے ہیں، پھر انٹرویو لیتے ہیں اور پھر فیصلہ چیئرمین کرتا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ اس سارے process کو کتنے عرصے میں مکمل کر کے امیدوار کو فیصلے سے آگاہ کر دیتے ہیں، صرف یہ بتادیں کہ کتنے عرصے میں یہ سارا process مکمل کرتے ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کیا یہ دفاتر پورے صوبے کے امیدواران کی ضروریات اور سہولتوں کے مطابق کافی ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ "کافی ہیں" اگر یہ کافی ہیں تو پھر بتائیں کہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ میں بھی یہ بات تھی کہ process کرنے میں بہت زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ ہم نے ان سے یہ پوچھا ہے جبکہ یہ فرما رہے ہیں کہ سہولتوں اور ضروریات کے حساب سے یہ کافی ہیں اور process فوراً مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ محکمے کی طرف سے ڈیمانڈ آئے اور ایک مہینے کے اندر اندر انہیں سارا process مکمل کر کے دے دینا چاہئے کہ ان ان لوگوں کو ہم نے سلیکٹ کر لیا ہے۔ مجھے وزیر صاحب یہ بتادیں کہ یہ کتنے عرصے میں سلیکٹ کر کے محکمے کو دیتے ہیں؟

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! جب advertisement آتی ہے اس میں درخواستوں

کی آخری تاریخ مقرر ہوتی ہے اس کے بعد تحریری امتحان ہوتا ہے اس کے بعد انٹرویو کی تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ انٹرویو کے بعد رزلٹ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یہ طریق کار precribed ہوتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ صرف وقت بتادیں کہ یہ process کتنے وقت میں کرتے ہیں، تین ماہ میں مکمل کرتے ہیں، ایک سال میں کرتے ہیں، کتنے عرصے میں کرتے ہیں۔

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! میں بتا رہا تھا کہ درخواستوں کی باقاعدہ ایک تاریخ مقرر کی جاتی ہے کہ فلاں تاریخ تک درخواستیں accept ہو سکتی ہیں۔ اس کے بعد سکروٹنی ہوتی ہے۔ درخواستوں کی short listing ہوتی ہے جو کہ پندرہ دن کے اندر کرتے ہیں۔ اس کے بعد تین چار مہینے میں سارا process مکمل کروا کر فارغ ہو جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ اس تمام process میں تین چار ماہ لگ جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے آدھی بات کی ہے۔ یہ سوال کا definite جواب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کیسے definite جواب دے سکتے ہیں؟ جب اشتہار آتا ہے، کال لیٹر جاری ہوتے ہیں، ان کو بلایا جاتا ہے، تحریری امتحان ہوتا ہے، انٹرویو ہوتے ہیں، پھر یہ definite وقت کیسے بتا سکتے ہیں، یہ تو پبلک سروس کمیشن پر منحصر ہے کہ وہ کتنا وقت لیتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ تو اخبارات میں لکھا ہوتا ہے، پہلے تحریری امتحان ہوگا، پھر انٹرویو ہوگا یہ چیزیں تو اخبارات میں بھی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ تین چار ماہ لگ جاتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کہہ دیں کہ چار مہینے کے بعد امیدوار کو convey کر دیتے ہیں کہ وہ فیل ہو گیا ہے یا پاس ہو گیا ہے یا اس کا کوئی فیصلہ ہو گیا ہے۔

وزیر خدمات وانتظام عمومی: جناب سپیکر! میں ان کی بات سے حیران ہوں۔ میرے بھائی اگر مجھ سے کسی مخصوص کیس کے حوالے سے پوچھیں کہ فلاں کتنے وقت میں process ہوا تو میں بتاتا ہوں۔ یہ جنرل بات کر رہے ہیں تو میں جنرل جواب دے رہا ہوں۔ وہاں پر ہزار قسم کے امتحانات ہوتے ہیں اس کی میں specific تاریخ کیسے بتا سکتا ہوں؟ یہ مجھے کوئی specific کیس بتائیں میں جواب دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات چودھری صاحب کی جائز ہے دیکھیں انہوں نے آپ کو round figure دے دیا ہے کہ سارے process کو مکمل کرنے میں تین چار مہینے لگتے ہیں He can give you exact date کتنا ہوگا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح راجہ صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں بات سمجھ آ گئی ہے اور ہم بات سمجھ گئے ہیں لیکن اس کے باوجود اس پر insist کر رہے ہیں۔ چودھری صاحب کو بھی بات سمجھ آ گئی ہے اور آپ کو بھی سمجھ آ گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور آپ کو بھی یہ بات سمجھ آ گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہمیں بھی سمجھ آ گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پورے ہاؤس کو بھی سمجھ آ گئی ہے کہ سارے process کو مکمل ہونے میں تین چار ماہ لگتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پبلک سروس کمیشن ایک constitutional اور independent ادارہ ہے۔ تمام محکمے اپنی recommendations دیتے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی قانون نہیں ہے کہ اسے bound کرے کہ آپ تین ماہ میں یہ کام ختم کر کے ہمیں دیں۔ وہ ایک constitutional اور independent ادارہ ہے جسے محکمے اپنی ڈیمانڈ بھیجتے ہیں جو اپنے طریق کار کے تحت process کرتا ہے۔ کسی بھی محکمہ کے پاس اس طرح کی power نہیں ہے کہ وہ پبلک سروس کمیشن کے ادارے کو bound کرے کہ ہمارا یہ کام دو مہینے یا چھ مہینے میں کر دیں۔ ان کا اپنا ایک process ہے جس کے تحت وہ کرتے ہیں اور یہ کام کافی عرصہ سے ہمیشہ سے routine میں بڑے احسن طریقے سے چل رہا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ بگو صاحب اس سوال سے کیا نکالنا چاہتے ہیں؟ یہ کسی محکمہ پر criticize کریں کہ وہ ریکروٹمنٹ نہیں کر رہے یا اس میں گورنمنٹ involve ہے۔ کوئی اس طرح کی بات کریں۔ پبلک سروس کمیشن میں تو محکمے اپنی recommendations بھیجتے ہیں اور وہ process کرتا ہے اور process کے through ہوتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! نوانی صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ پبلک سروس کمیشن ایک constitutional ادارہ ہے۔ اس constitutional ادارے کو ہم bound نہیں کر سکتے اور پابند نہیں کر سکتے تو ہم کب یہ کہہ رہے ہیں کہ پبلک سروس کمیشن کو پابند کیا جائے۔ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کسی ادارے کی یا کسی ڈیپارٹمنٹ کی وہاں پر ڈیمانڈ موجود ہے اور اس کی درخواستیں طلب کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہار آ گیا ہے تو یہ بتایا جائے کہ یہ پبلک سروس کمیشن کے متعلقہ منسٹر ہیں وہ کتنے عرصہ میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ وہ bound نہیں کر سکتے لیکن انہوں نے وقت بتایا ہے کہ تمام process کو تین چار ماہ لگ جاتے ہیں۔ آپ بھی سمجھ گئے ہیں اور ہاؤس بھی سمجھ گیا ہے، منسٹر صاحب بھی سمجھ گئے ہیں اور ہم بھی سمجھ گئے ہیں۔ اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ case to case process ہوتا ہے اور باقاعدہ درخواستوں کی تاریخ دی جاتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں آپ نے بتایا ہے کہ اتنا ٹائم لگ جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ عوام کو سہولت کی خاطر تو فیصل آباد پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے تو کیا وہاں پر ریجنل آفس کھولنے میں کوئی قباحت ہے کیونکہ بیشتر سول سروسز ڈیپارٹمنٹ بھی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یعنی through پبلک سروس کمیشن۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، جناب سپیکر! جیسے ملتان میں ریجنل آفس ہے۔ دوسرے میرے بھائی نوانی صاحب نے کہا ہے کہ یہ constitutional ادارہ ہے تو میں اس سے deny نہیں کرتا [****]

MR. ACTING SPAKER: That is a policy matter of every government

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

یہ تو پھر
You can not dictate the government. The government has to take a dicision on its own.

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کے اعتراضات object کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسے expunge کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ چار ہزار اسامیوں کے لئے 60 ہزار درخواستیں آئی ہیں تو اس سے یہ اندازہ لگائیں کہ صوبے کے اندر بے روزگاری کی شرح کیا ہے؟ آپ کو یاد ہوگا کہ جب اس سال کا بجٹ پیش ہو رہا تھا تو دریشک صاحب اس وقت بھی یہاں تشریف فرما ہیں تو انہوں نے بڑا زور دے کر فخر کے ساتھ کہا تھا کہ ہم اس سال 15 لاکھ آسامیاں پیدا کریں گے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بتائیں کہ اب تک انہوں نے کتنی اسامیاں پیدا کی ہیں، کتنے روزگار کے مواقع پیدا کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: لیکن fresh question is something different اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سال 2004 تا حال، کنٹرولر پرنٹنگ و سٹیشنری کے تحت بھرتی کی تفصیل

*6568 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2004 جنوری سے آج تک کنٹرولر پرنٹنگ و سٹیشنری کے ماتحت کتنے افراد کو کس عہدہ اور گریڈ میں بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کی بھرتی سے قبل اخبارات میں بھرتی کے لئے تشہیر کی گئی تھی، تو ان کی نقل فراہم کی جائے، اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے، میرٹ کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کا نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام اور ان کے سفارش کنندہ کا نام کیا ہے؟

(ہ) اگر ان افراد کو ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ذریعہ بھرتی کیا گیا ہے تو ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام اور عہدہ جات مع گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) سال 2004 جنوری سے آج تک مندرجہ ذیل افراد کو Rule 17-A کے تحت دوران سروس وفات پانے والے اور معذوری کی بناء پر ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کے بچوں کو (گریڈ 1 تا 5) ملازمتیں دی گئیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

گورنمنٹ پریس لاہور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	تقرری بطور	گریڈ	پتا
1	محمد یاسین ولد شوکت علی	کاؤنٹر	2	مکان نمبر 30 عوامی سٹریٹ نمبر 1 ساندہ خورد لاہور
2	شفقت اقبال ولد محمد اقبال	بائینڈر 1	3	مکان نمبر 63 گلی نمبر 15 گجر پورہ اقبال لاہور
3	محمد رفیق ولد فقیر محمد	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 20 گلی نمبر 19 نصیر آباد ساندہ کلاں لاہور

4	ذوالفقار ولد محمد ریاض	قلی	1	مکان نمبر5 گلی نمبر14 مین بازار سانده کلاں لاہور
5	محمد عظیم ولد محمد نذیر	ٹرانسفرر	5	مکان نمبرA/42غفار سٹریٹ شاہدرہ،لاہور
6	عامر ملک ولد اظہر علی	بائینڈر1	3	مکان نمبر7 فیروز گنج سٹریٹ بلڈنگ شیرانوالہ گیٹ لاہور
7	محمد عثمان ولد خالد محمود	چوکیدار	1	مکان نمبر9 نیامت سٹریٹ نمبر8 سانده خورد لاہور

گورنمنٹ پریس بہاولپور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	تقرری بطور	گریڈ	پتا
1	عبدالمالک ولد محمد خالد	بائینڈر2	2	محلہ مخدوم پورہ مکان نمبر 4206 B-III بہاولپور

علاوہ ازیں پرنٹنگ وسٹیشنری آفس میں مختلف قسم کی 40 عدد اسامیاں کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا۔ درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ 05-01-05 اسامیوں میں سے اب تک مندرجہ ذیل افراد کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا جاچکا ہے:۔

گورنمنٹ پریس لاہور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	ڈومی سائل	تعلیمی قابلیت	نام اسامی گریڈ	پتا
1	اظہر مشتاق ولد محمد مشتاق احمد	لاہور	بی ایس سی (ایس)	اسسٹنٹ بی ایس۔11	530ای، گلشن راوی لاہور
2	ملک افتخار احمد اعوان ولد صفدر احمد اعوان	لاہور	1۔بی کام 2۔ایم سی ای	اسٹیمیٹ / کاسٹنگ اسسٹنٹ بی ایس۔14	170۔بی تاج پورہ ایل ڈی اے ہاؤسنگ سکیم مغل پورہ لاہور
3	محمد راحیل ولد محمد اکرم	لاہور	بی کام	ایضا	مکان نمبرA/173 نیو شالیمار ہاؤسنگ سکیم سلامت پورہ لاہور

گورنمنٹ پریس بہاولپور

نمبر شمار	نام مع ولدیت	ڈومی سائل	تعلیمی قابلیت	نام اسامی گریڈ	پتا
1	محمد نواز ولد حاجی محمد رمضان	لودھراں	بی کام	اسٹیمیٹ / کاسٹنگ اسسٹنٹ بی ایس۔11	ڈاک خانہ موسیٰ کوٹلا تحصیل کہروڑ پکا ضلع لودھراں
2	محمد خلیل الرحمٰن ولد غریب حسین	فیصل آباد	بی کام	اسٹیمیٹ / کاسٹنگ اسسٹنٹ بی ایس۔14	مکان نمبر ایس -I ڈرینج کینال کالونی نیو سول لائن فیصل آباد

3	مسعود ناصر ولد ناصر علی	ساہیوال	ایف اے	جونیئر کلرک بی ایس-5	گلی نمبر 3 کوٹ اللہ دین نمبر 1 ساہیوال
4	جاوید اقبال ولد محمد عاشق	بہاولپور	ایف اے	جونیئر کلرک بی ایس-5	بستی گل پور ڈاکخانہ ڈیرہ بھکا ضلع بہاولپور

(ب) Rule 17-A کے تحت اخبار میں اشتہار کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ کنٹریکٹ کی بنیاد بھرتی کی جانے والی 40 اسامیوں کے لئے باقاعدہ نمایاں اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) اب تک بھرتی کئے جانے والے تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ کا طریق کار حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق بنایا گیا۔ میرٹ بنانے والے افسران کو حکومت پنجاب نے سلیکشن کمیٹی کے طور پر نامزد کیا ہے۔ ان افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مندرجہ ذیل ہے:۔

برائے گورنمنٹ پریس لاہور

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ممبر
میاں اورنگ زیب علی	سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پریس لاہور	18	ایم پی ڈی (لندن)	چیئرمین
ملک نذیر احمد	سکیشن آفیسر محکمہ صنعت	17	میٹرک	ممبر
امجد رشید	سینئر مینجر	17	ڈپلومہ ان پرنٹنگ اینڈ گرافک آرٹس	ممبر

برائے گورنمنٹ پریس بہاولپور

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ممبر
شاہ فرخ ثانی	سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پریس بہاولپور	18	ایف ایس سی	چیئرمین
ملک نذیر احمد	سکیشن آفیسر محکمہ صنعت	17	میٹرک	ممبر
امجد رشید	سنیئر مینجر گورنمنٹ پریس لاہور	17	ڈپلومہ ان پرنٹنگ اینڈ گرافک آرٹس	ممبر

(د) کسی فرد کو بغیر میرٹ کے بھرتی نہیں کیا گیا اور نہ ہی کسی کو بھرتی کرنے میں کسی نے سفارش کی ہے۔

(ہ) ان افراد کو حکومت پنجاب کی نامزد کردہ سلیکشن کمیٹی جن کے نام اور عہدے (ج) میں دیئے جا چکے ہیں نے بھرتی کیا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن، ملتان ریجن میں بھرتی کی تفصیل

*3725 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں یکم جنوری 2002 سے آج تک بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، جگہ تعیناتی قابلیت، ڈومی سائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کی نقل مع نام اور تاریخ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا اس بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو میرٹ پر اور کتنے افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

(ہ) کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ اور متعلقہ وزیر کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل علیحدہ دی جائے؟

(و) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل علیحدہ فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں یکم جنوری 2002 سے آج تک تین افراد کو بھرتی کیا گیا ہے جن کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا ان اخبارات کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس بھرتی کے لئے ریکروٹمنٹ تشکیل دی گئی تھی جس کے ممبران کی تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔

(ہ) کسی اہلکار کو وزیر اعلیٰ یا متعلقہ وزیر کی سفارش پر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) کسی اہلکار کو قواعد میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

ملتان پرائس کنٹرول کمیٹی کا ڈھانچہ، اراکین اور کارکردگی سے متعلقہ تفصیل

*7295 محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پرائس کنٹرول کمیٹی ملتان کا ڈھانچہ کیا ہے؟

(ب) یہ کتنے ارکان پر مشتمل ہے، کون اس کا رکن بن سکتا ہے اور کتنے عرصے کے لئے کون ان کو نامزد کرتا ہے؟

(ج) 2002 سے اب تک پرائس کنٹرول کمیٹی نے ناجائز منافع خوری کو روکنے، مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے اور کتنے چالان کئے، کیا ہر دکان پر قیمتوں کی فہرست آویزاں کروائی گئی نیز قیمتوں کا تعین کیسے کرتے ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) فہرست ممبران اشارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کل 81 ارکان پر مشتمل ہے۔ اس کے ممبران صارفین اور تاجران بن سکتے ہیں اس کے لئے عرصے کا کوئی تعین نہ ہے۔ ان کو سیکرٹری ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی (ڈسٹرکٹ آفیسر، انٹرپرائز اینڈ انوسٹمنٹ پروموشن) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کی اجازت سے نامزد کرتا ہے۔

(ج) 2002 سے اب تک پرائس کنٹرول کمیٹی نے ناجائز منافع خوری روکنے اور مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے:۔

I۔ ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کے ماہانہ اجلاس کئے جس میں تاجران کی انجمن کو بلوا کر ہمیشہ تنبیہ کی گئی اور اس نظام کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کو سفارشات بھیجی گئیں۔

II- ماہ رمضان میں افسران کو حکومت پنجاب نے چالان کرنے کے سپیشل اختیارات دیئے۔ جس کی کارکردگی درج ذیل ہے۔

رمضان المبارک2003	266چالان کئے گئے۔
رمضان المبارک2004	1458چالان کئے گئے۔
رمضان المبارک2005	895چالان کئے گئے۔

قیمتوں کی فہرست مارکیٹ کمیٹی ہر روز دکانوں پر آویزاں کرواتی ہے۔ قیمتوں کے تعین کے سلسلہ میں صارفین اور انجمن تاجران اور ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹی کے سرکاری ممبران کا اجلاس بلا کر پورے پنجاب کے اضلاع سے قیمتوں کا جائزہ لے کر اور مقامی مارکیٹوں سے قیمتوں کا جائزہ لے کر اشیاء کی قیمتوں کا تعینات کیا جاتا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن، ملتان ریجن کے تھانہ جات اور ملازمین کی تفصیل

*3743 **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ کام کر رہے ہیں اور ان تھانہ جات میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ تھانہ جات میں تعینات کتنے ملازمین کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ انکوائریاں ہو رہی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان تھانہ جات کے کتنے سربراہان کے خلاف رشوت وصول کرنے کی انکوائریاں / شکایات زیر کارروائی ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) ہر تھانہ کی سال 2003 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) محکمہ انٹی کرپشن ملتان ریجن میں اس وقت سات تھانہ جات کام کر رہے ہیں۔ ہر ضلع میں انٹی کرپشن کا ایک تھانہ ہے۔ ان تھانہ جات اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ تھانہ جات میں کسی ملازم کے خلاف رشوت وصول کرنے کی کوئی انکوائری نہ ہے۔

(ج) مذکورہ تھانہ جات میں کسی ملازم کے خلاف محکمانہ انکوائری نہ ہے۔

(د) مذکورہ تھانہ جات کے کسی سربراہ کے خلاف رشوت وصول کرنے کی کوئی انکوائری / شکایت زیر کارروائی نہ ہے۔

(ہ) انٹی کرپشن ملتان ریجن کے تھانہ جات کی سال 2003 کی آمدن و خرچ کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جی۔او۔آر ون لاہور، تعمیر، اراضی اور ناجائز قابضین کی تفصیل

*4585 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جی۔او۔آر۔ون میں اس وقت کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں ان کے نمبر کیا ہیں؟

(ب) اس وقت مذکورہ جی۔او۔آر کی کتنی سرکاری اراضی کن کن افراد / اداروں کے زیر قبضہ ہے؟

(ج) کتنی اراضی مذکورہ جی۔او۔آر کی کن کن افراد / پارٹیوں کو کب کتنی مالیت میں الاٹ کی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واپس واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) جی۔او۔آر۔ون میں اس وقت کل 161 سرکاری رہائش گاہیں ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

اپر مال	1تا6	06عدد
پٹیالہ ہاؤس	1تا5	05عدد
ڈین پور روڈ	01	01عدد
ڈین پور لین	1تا18	18عدد
ایکمن روڈ	1تا23	23عدد
کالج روڈ	1تا16	16عدد
گاف روڈ	1تا24	24عدد
گاف لین	1تا8	08عدد
کلب روڈ	1تا18	18عدد
کلب لین	1تا8	08عدد
ٹولنٹن روڈ	1تا11	11عدد
ٹولنٹن لین	1تا6	06عدد
شانن روڈ	1تا2	02عدد
بروم ہیڈ روڈ	1تا4	04عدد
	کل تعداد	161عدد

(ب) اس وقت جی۔او۔آر۔ون کی کوئی اراضی کسی فرد یا ادارہ کے قبضہ میں نہ ہے۔

(ج) جی۔او۔آر۔ون کی زمین پر واقع رہائش گاہیں سیکرٹری صاحبان اور بنیادی سکیل 20 اور بالا گریڈ میں تنخواہ لینے والے افسران کے لئے مختص ہیں اور انہی افسران کو سرکاری طور پر بغیر مالیت کے الاٹ کی گئی ہیں ان اقامت گاہوں کے الاٹی یہ مذکورہ بالا افسران اپنی تنخواہ سے حسب قواعد کرایہ مکان کٹوانے کے پابند ہوتے ہیں۔

(د) جی۔او۔آر۔ون کی زمین پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔ تفصیل جزہائے (ب) اور (ج) میں دے دی گئی ہے۔

لاہور میں ٹیوٹا کے ماتحت اداروں اور فنڈز کی تفصیل

*7604 محترمہ فائزہ احمد اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں T.E.V.T.A (ٹیوٹا) کے ماتحت سکولز اور کالجز کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ٹیکنیکل ادارے ہیں؟

(ج) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان کو حکومت کی طرف سے کتنی رقم فراہم کی گئی ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع لاہور (T.E.V.T.A) ٹیوٹا کے ماتحت سکولز اور کالجز کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹیکنیکل ادارے "11" ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ریلوے روڈ
2۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رائیونڈ روڈ
3۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے خواتین لٹن روڈ
4۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے گرافک اینڈ پرنٹنگ آرٹس علامہ اقبال ٹاؤن
5۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے گلاس سرامکس اینڈ پوٹری ڈویلپمنٹ شاہدرہ
6۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ غوث اعظم روڈ گلبرگ
7۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مغل پورہ
8۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین کالج روڈ
9۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ توحید نگر کمال گنج
10۔ گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ انسٹیٹیوٹ شاہدرہ
11۔ گورنمنٹ اپرنٹیسیز سنٹر ٹاؤن شپ لاہور

(ج) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان کو حکومت کی طرف سے جتنی رقم فراہم کی گئی ہے، اس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وحدت کالونی وچوبرجی لاہور میں کوارٹرز کی کیٹیگریز اور رہائشی ملازمین کی تعداد و تفصیل

*5934 چوہدری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وحدت کالونی اور چوبرجی میں گورنمنٹ آفیسرز و ملازمین کی رہائش گاہیں کن کن کیٹیگریز کی ہیں، ان میں کون کون سے آفیسر اور ملازمین کب سے رہائش پذیر ہیں، ان میں ناجائز طور سے کون کون سے ملازمین رہائش پذیر ہیں اور کب سے اور ان کے بارے میں کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) لاہور میں تعینات کتنے ملازمین کے پاس رہائشیں نہ ہیں، مستقبل میں حکومت ان آفیسران و ملازمین کو رہائش گاہیں مہیا کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ

(الف) وحدت کالونی اور چوبرجی میں سرکاری رہائش گاہوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کواٹرز کی کیٹیگری	کوارٹرز کی تعداد	
		وحدت کالونی	چوبرجی
1	4-3رومز برائے سکیل 14تا17 ملازمین	503	20
2	2-2رومز سینئر برائے سکیل 9تا13 ملازمین	544	98
3	2روم برائے سکیل 5تا8 ملازمین	531	257
4	سنگل رومز برائے سکیل 1تا4 ملازمین	246	20

وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کے الاٹیوں کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کالونیوں کی سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابضین کی مکمل تفصیل تتمہ (ب) پر موجود ہے۔ ناجائز قابضین نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر رکھے ہیں۔ محکمہ پوری تندہی اور جانفشانی سے عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کر رہا ہے۔ مجاز عدالتوں کے فیصلے آنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

(ب) اسٹیٹ آفس ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی میں رجسٹرڈ ملازمین جو سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کی انتظار میں ہیں، ان کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

کیٹیگریز	تعداد
اے ون ٹائپ	17
اے ٹائپ	30
ایڈیشنل سیکرٹری	03
بی ٹائپ	117
سی ٹائپ	59

3-4رومز	702
2رومز سینئر	467
2رومز جونیئر	926
سنگل روم	749
کل	3070

اس وقت GOR-IV ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن اور GOR-VI فیروزپور روڈ لاہور میں نئی رہائش گاہیں تعمیر ہو رہی ہیں جبکہ علاوہ ازیں ایک نئے GOR ہاؤسنگ کالونی کی تعمیر کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

ضلع لاہور میں ٹیوٹا کے ماتحت اداروں میں بھرتی کی تفصیل

*7605 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع لاہور میں ٹیوٹا کے ماتحت جن سکولز اور کالجز میں بھرتی ہوئی، ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(د) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع لاہور (TEVTA) ٹیوٹا کے ماتحت جن سکولز اور کالجز میں بھرتی ہوئی ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ انسٹیٹیوٹ شاہدرہ

2- گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے پرنٹنگ اینڈ گرافک آرٹس علامہ اقبال ٹاؤن
3- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ
4- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گلبرگ
5- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رائے ونڈ روڈ
6- آر۔ایس،این،این گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین
7- گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ریلوے روڈ
8- گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ برائے خواتین
9- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین جیا موسیٰ
10- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین شاہ عالم
11- گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ گلاس سرامکس اینڈ پوٹری ڈویلپمنٹ شاہدرہ
12- گورنمنٹ کالج آف کامرس علامہ اقبال ٹاؤن
13- گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین کمال گنج
14- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین کینٹ
15- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین باغبانپورہ
16- گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین دیو سماج
17- گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس باغبانپورہ
18- ڈسٹرکٹ منیجر آفس لاہور

(ب) بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! مندرجہ بالا افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ بنانے کا طریق کار ٹیسٹ و انٹرویو بھرتی ہونے والے افراد کا سلیکشن کمیٹی کے ممبران انٹرویو کرتے ہیں اور انٹرویو میں حاصل کردہ نمبروں کی بنیاد پر میرٹ بنایا جاتا ہے۔ میرٹ لسٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے ٹیچنگ سٹاف اور ریکروٹمنٹ کمیٹی برائے نان ٹیچنگ سٹاف کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) رولز کے مطابق بھرتی کی گئی ہے کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

صوبائی وزیر اور مشیر کی ماہانہ تنخواہ و دیگر الاؤنسز کی تفصیل

*6130 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

صوبائی وزیر اور مشیر، ماہانہ تنخواہ کے علاوہ دیگر مدات میں ہر ماہ کتنی رقم وصول کر رہے ہیں، تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

تفصیل وزراء

1۔ (الف) تنخواہ-/35000 ماہانہ

(ب) کرایہ مکان-/20000 ماہانہ

(ج) ضیافتی الاؤنس-/6000 ماہانہ

2۔ ایڈیشنل سفری الاؤنس (FIX) -/40000 سالانہ

3۔ سفری الاؤنس بمطابق محکمانہ دورہ جات

4۔ میڈیکل منظوری کے مطابق

تفصیل مشیران

1۔ (الف) تنخواہ-/30000 ماہانہ

(ب) کرایہ مکان-/20000 ماہانہ

(ج) ضیافتی الاؤنس-/4000 ماہانہ

2۔ ایڈیشنل سفری الاؤنس (FIX) -/40000 سالانہ

3۔ سفری الاؤنس بمطابق محکمانہ دورہ جات

4۔ میڈیکل منظوری کے مطابق

انٹی کرپشن عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کی مکمل تفصیل

*6131 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اس وقت صوبے کی انٹی کرپشن عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں ہر مقدمہ کتنے عرصہ سے زیر سماعت ہے ہر مقدمہ میں کتنے ملزمان ملوث ہیں کتنے مفرور ہیں اور کتنے ضمانت پر رہا ہو کر عدالتوں میں پیش نہیں ہو رہے مکمل تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) حکومت زیر سماعت مقدمات کا جلد فیصلہ کرانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت انٹی کرپشن پنجاب کی عدالتوں میں 2215 مقدمات زیر سماعت ہیں جن کی مزید تفصیل بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زیر سماعت مقدمات کا جلد از جلد فیصلہ کرنے کے لئے سروس سمن کی تعمیل کو یقینی اور بہتر بنایا جا رہا ہے۔

2۔ اس سلسلے میں جج صاحبان کے ساتھ وقتاً فوقتاً میٹنگز کی جاتی ہیں اور زیر التواء مقدمات کے جلد از جلد فیصلہ جات کے لئے لائحہ عمل تیار کیا جاتا ہے اور جو بھی مناسب اقدامات ہوں وہ کئے جاتے ہیں۔

لاہور میں ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں اور فیسوں کی تفصیل

*7673 محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ اداروں میں کون کون سے کورس پڑھائے جاتے ہیں اور ان میں داخلہ اور ماہانہ فیس کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اداروں کو T.E.V.T.A کے کنٹرول میں دینے کے بعد ان کی فیسوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟

(د) کیا مذکورہ اداروں میں پڑھنے والے طلباء و طالبات کو فیس میں رعایت دی جاتی ہے، اگر ہاں تو کتنی اور کن وجوہات پر؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع لاہور میں ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں کی مجموعی تعداد 28 ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس 11، کامرس انسٹیٹیوٹس 05، ووکیشنل انسٹیٹیوٹس 12

(ب) مذکورہ اداروں میں پڑھائے جانے والے کورسز اور واجبات (داخلہ اور ماہانہ فیس) کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

گورنمنٹ کالجز آف ٹیکنالوجی / پولیٹکنیکس / ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس

ٹیکنیکل کورسز		داخلہ فیس	ماہانہ فیس
1)	بی ٹیک پاس / آنرز ڈگری (چار سالہ)	Rs.85/-	Rs.100/-
11)	پوسٹ۔ ڈی۔ اے۔ ای (ایک سالہ)	Rs.100/-	Rs.100/-
III)	ڈی۔ اے۔ ای (تین سالہ)	Rs.50/-	Rs.120/-
IV)	شارٹ کورسز (چھ ماہ)	Rs. 100/-	Rs.500/-

ٹیکنیکل ٹریننگ کورسز

1)	جی ٹو لیول (دو سالہ)	Rs.50/-	Rs.50/-
II)	جی تھری لیول (ایک سالہ)	Rs.50/-	Rs.50/-
III)	شارٹ کورسز (چھ ماہ)	Rs.100/-	Rs.500/-

گورنمنٹ کالجز آف کامرس / انسٹیٹیوٹس آف کامرس

I)	بی کام ڈگری (دو سالہ)	Rs.100/-	Rs.85/-
II)	ڈی کام (دو سالہ)	Rs.50/-	Rs.32/-

گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹس (برائے خواتین)

I)	ڈپلومہ ووکیشنل گرلز (دو سالہ)	Rs.25/-	Rs.25/-
II)	سرٹیفکیٹ ووکیشنل گرلز / سی ڈی ایم (ایک سالہ)	Rs.25/-	Rs.25/-
III)	شارٹ کورسز (تین ماہ)	Rs.100/-	Rs.200/-

(ج) T.E.V.T.A نے صرف ڈی اے ای (تین سالہ) کورسز کی ٹیوشن فیس میں دو بار معمولی اضافہ ستمبر 2003 (65 روپے ماہانہ سے 85 روپے ماہانہ) 2005 (85 روپے ماہانہ سے 120 روپے ماہانہ) کیا ہے۔

ڈی اے ای (تین سالہ) کورس کے علاوہ کسی کورس کی فیس میں کوئی اضافہ نہ کیا ہے۔

(د) جی ہاں۔ ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں میں حکومت پنجاب کے مروجہ قوانین کے مطابق یتیم / مستحق طلباء کو فیسوں میں رعائت (50 فیصد طلباء کی 100 فیصد اور 10 فیصد طلباء کی 50 فیصد دی جاتی ہے۔

نوٹ:۔

I ۔ اس سلسلے میں زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں اور علاقے کے ناظم / نائب ناظم سے سفارشات نہایت ضروری ہوتی ہیں۔

2۔ (الف) ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس جہاں ایک سالہ اور دو سالہ کورسز کرائے جاتے ہیں ان میں فیس معاف نہیں کی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹریننگ اخراجات فی طالب

علم تقریباً 1300 روپے ماہانہ ہیں جبکہ فیس فقط 50 روپے ماہانہ وصول کی جاتی ہے۔

(ب) سابقہ فوجیوں کے بچوں کی پوری فیس معاف کی جاتی ہے۔

لاہور میں PC-1 کے مطابق تمام سرکاری رہائشوں کی انٹائٹلمنٹ، موجودہ/الاٹمنٹ پالیسی اور دیگر تفصیلات

*6294 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں سرکاری ملازمین کے لئے جو رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں وہ پی سی۔ I کے مطابق کن ملازمین کے لئے ہیں اور کیا موجودہ الاٹمنٹ پالیسی پی سی۔ I کے مطابق ہے یا نہیں؟

(ب) لاہور سے جو آفیسرز ٹرانسفر ہو گئے اور ان کے پاس لاہور میں سرکاری رہائش گاہیں تا حال ہیں ان کے نام، عہدہ، محکمہ، عرصہ ٹرانسفر وغیرہ کی مکمل تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کتنے آفیسران ہیں جو بغیر تنخواہ کے رخصت پر ہیں اور پرائیویٹ ملازمت کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کتنے سرکاری مکان لاہور میں ہیں؟

(د) سرکاری مکان خالی کرانے کے لئے جو کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، اس کی تفصیل دیں اور یہ بھی بتائیں کہ کتنے افسران سے penal rent وصول کیا گیا ہے؟

(ہ) لاہور میں ضلعی حکومت کے کوٹہ میں کتنے مکانات ہیں اور ان میں سے کتنے ایسے ہیں جن میں ضلعی حکومت کے آفیسران رہتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن میں پنجاب حکومت کے آفیسران رہتے ہیں ان سے خالی کرانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(و) لاہور میں سرکاری مکانات کی الاٹمنٹ کے لئے جو کوٹہ مقرر کیا گیا ہے ان میں ماہرین تعلیم، زرعی سائنسدان اور انجینئرز کے لئے کتنا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سرکاری ملازمین کو سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ صرف "الاٹمنٹ پالیسی" میں دیئے گئے معیار و استحقاق تتمہ (الف) کے مطابق کی جاتی ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صرف ایک آفیسر بغیر تنخواہ کے رخصت پر ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے، جبکہ ان کے دوران رخصت پرائیویٹ ملازمت کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں محکمہ کو کوئی اطلاع نہ ہے۔

نام آفیسر	عہدہ	گھر	رخصت
شہزاد احمد چیمہ	ایڈیشنل سیکرٹری	B-15/GORIII	w.e.f 10-07-04 to 09-07-06

(د) سرکاری مکانوں کے خالی کروانے کے لئے حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے اور غیر قانونی قابض افسران سے قواعد وضوابط کے مطابق penat rent وصول کیا جاتا ہے۔

(ہ) لاہور کی ضلعی حکومت کے کوٹہ میں کل 25 گھر ہیں جن میں سے گیارہ رہائش گاہوں میں ضلعی حکومت کے آفیسران رہائش پذیر ہیں۔ دو گھروں میں متوفی آفیسران کے اہل خانہ جبکہ بارہ رہائش گاہوں میں دیگر آفیسران رہائش پذیر ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ج) پر ہے، جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک آفیسر مسٹر محمد انور رشید ڈپٹی سیکرٹری کو GOR-VI میں رہائش گاہ الاٹ کی جا چکی ہے۔ دیگر آفیسران اسٹیٹ آفس میں رجسٹرڈ نہ ہیں جبکہ ناجائز قابضین سے رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے DCO لاہور مجاز ہیں۔

(و) الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا7 کے مطابق سرکاری رہائش گاہیں صرف پنجاب سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو الاٹ ہوتی ہیں جب کہ کسی خاص پیشے کے حامل افراد کے لئے کوئی کوٹا مختص نہ ہے۔

شیخوپورہ/اوکاڑہ، کمرشل، ووکیشنل کالجز اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*7725 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ اور اوکاڑہ میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ان اداروں میں منظور شدہ خالی اسامیوں کو حکومت کب تک پر کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ اداروں میں 2005 میں کتنے طالب علم کورسز مکمل کرکے فارغ ہوئے؟

(د) کیا یہ ادارے کورس مکمل کرنے والے طالب علموں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے کوئی مدد فراہم کرتے ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع شیخوپورہ اور اوکاڑہ میں کمرشل، ووکیشنل اور ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس کی تعداد حسب ذیل ہے:-

شیخوپورہ	اوکاڑہ
1۔ گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، شیخوپورہ	گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اوکاڑہ
2۔ گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، شرقپور شریف	گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ دیپالپور
3۔ گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، ننکانہ صاحب	
4۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) شیخوپورہ	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) اوکاڑہ
5۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) شیخوپورہ	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) دیپالپور
6۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) سانگلہ ہل	
7۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) فیروزوالا	
8۔ گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ (وومن) جیاموسیٰ	
9۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ شیخوپورہ	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، اوکاڑہ
10۔ اپرنٹس ٹریننگ سنٹر، فیروزوالا	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، دیپالپور
11۔ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر شاہ کوٹ	ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر
(دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر ٹریننگ سنٹر) ٹریننگ سنٹر)	دیپالپور
12۔ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (دیہی مزدور ٹریننگ سنٹر، موڑ کھنڈہ	

(ب) ان اداروں میں منظور شدہ خالی اسامیوں میں سے مجموعی طور پر 106 اسامیوں (ٹیچنگ + نان ٹیچنگ) پر بھرتی کر لی گئی ہے۔ باقی ماندہ اسامیوں کو بھی رواں سال 2006 میں پر کر لیا جائے گا۔

(ج) ضلع شیخوپورہ اور اوکاڑہ میں مذکورہ اداروں سے سال 2005 میں بالترتیب 838 اور 752 طالب علم کورسز مکمل کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔

(د) جی ہاں! یہ ادارے کورس مکمل کرنے والے طالب علموں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے پوری مدد فراہم کرتے ہیں۔ ٹیوٹا (TEVTA) نے اس مقصد کے لئے اپنے ہر ادارہ میں (placement officer) مقرر کیا ہوا ہے جو کہ طالب علموں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے مکمل رہنمائی اور مدد کرتا ہے۔

سرکاری کالونیوں میں الاٹی ملازمین کو حصول قبضہ مکان میں درپیش مسائل اور حکومتی اقدامات

*6818 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2001 سے 24- مئی 2004 تک 52 ٹو روم جونیئر کوارٹرز میرٹ پر الاٹ کئے گئے ہیں۔ تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ 52 کوارٹرز میں سے کتنے الاٹیوں کو قبضہ مل گیا ہے اور باقی کتنے ہیں جن کو ابھی تک قبضہ کوارٹر نہیں ملا، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ FN-69/WC، C-5/CGE اور B-49/CGE کے الاٹیوں کو ابھی تک قبضہ کوارٹر نہیں ملا ان کو قبضہ نہ ملنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ B-49/CGE مورخہ 30-10-2003 کو الاٹ کیا گیا تھا ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود نئے الاٹی کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا؟ اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ B-49/CGE کے الاٹی کو قبضہ نہ دینے میں محکمہ کی غفلت ہے اور محکمہ جان بوجھ کر اس کو قبضہ دلوانے میں کوئی مدد نہیں کر رہا ہے اس سلسلہ میں اب تک ہونے والی دفتری کارروائی کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ S&G.A.D جن الاٹیوں کو قبضہ نہیں ملا خاص طور پر B-49/CGE کو جلد از جلد قبضہ دلوانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ 2001 سے 24- مئی 2004 تک 52 ٹو روم جونیئر کوارٹرز میرٹ پر الاٹ کئے گئے تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ 52 ٹو روم جونیئر کوارٹرز میں سے 44 گھروں کا قبضہ دیا گیا جن کی تفصیل منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ صرف 8 کوارٹرز کا قبضہ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر نہ دیا جا سکا ان کی تفصیل منسلکہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کوارٹر نمبر FN-6908 وحدت کالونی کا قبضہ اس کے الاٹی سموئیل اشرف کو دے دیا گیا ہے۔ بقیہ کوارٹرز کے قبضہ نہ ملنے کی وجوہات کوارٹرزوار درج ذیل ہیں۔

I۔ کوارٹر نمبر C-5 چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کا کیس اپیل کی سطح پر کورٹ کیس ہے۔ یہ کیس اس کے سابقہ الاٹی نے اپنی بیٹی کے نام پر الاٹمنٹ کی منتقلی کے لئے دائر کیا ہے۔ سول کورٹ سے اس کے حق میں فیصلہ ہونے پر گورنمنٹ آف پنجاب نے سیشن کورٹ کی سطح پر اپیل دائر کر رکھی ہے تاہم اس کے الاٹی ارشاد احمد وٹو کو کوارٹر نمبر M-5 الاٹ کر دیا گیا ہے۔

II۔ B-49 چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کے قابض وسابقہ الاٹی کو بمطابق پالیسی Ejectment & Recovery Officer (S&G.A.D) کی جانب سے بیدخلی کا نوٹس جاری کیا گیا۔ قابض نے بجائے خالی کرنے کے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا ہے مزید کارروائی عدالتی فیصلہ آنے پر کی جائے گی۔

(د) اس کا جواب جز(ج) میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) تفصیل جز(ج) میں درج ہے۔

(و) جز ہائے کا جواب اثبات میں نہ ہے اور متعلقہ تفصیل جز(ب) اور(ج) میں دے دی گئی ہے۔ سوال کے جز ہائے بالا کے جوابات متعلقہ جز میں دیئے گئے ہیں جہاں تک کوارٹر نمبر BN-49/CGE کے الاٹی کو قبضہ دینے کا تعلق ہے۔ محکمہ مذکورہ کوارٹر کے بارے میں عدالتی کارروائی کی پوری جانفشانی اور تندہی سے پیروی کر رہا ہے۔ مزید کارروائی عدالتی فیصلہ کرنے پر ہی کی جا سکتی ہے۔

D.A.E کے تین سالہ ڈپلومہ کی بحالی کا مسئلہ

*7769 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹیکنیکل بورڈ لاہور کے زیر اہتمام مختلف تعلیمی اداروں میں D.A.E کا تین سالہ ڈپلومہ کروایا جا رہا تھا جسے چیئرمین بورڈ نے فوری طور پر بند کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ DAE سال تھرڈ کے کورس کے امتحان حال ہی میں منعقد ہوئے تھے، وہ بھی کینسل کر دیئے گئے ہیں اور اس کورس کے طالب علموں کو یہ کہہ کر فارغ کر دیا گیا ہے کہ یہ کورس بھی ختم ہو گیا ہے تو امتحان کس کا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ D.A.E سال تھرڈ کی کلاسوں میں اس وقت سینکڑوں طالب علم صوبہ کے مختلف اداروں میں زیر تعلیم تھے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان طالب علموں کو تیسرے سال کا امتحان نہ لینے سے ان کے پچھلے دو سال بھی بے کار ہو گئے ہیں اوران کی خرچ کردہ لاکھوں کی رقم بھی ڈوب گئی؟

(ہ) کیا حکومت اس ڈپلومہ کے متاثرین سے امتحان لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست نہ ہے۔اب بھی پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے زیر اہتمام D.A.E ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر کا تین سالہ ڈپلومہ کروایا جارہا ہے۔ D.A.E ڈپلومہ بند کرنے کے کوئی احکامات جاری نہیں ہوئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ حسب معمول D.A.E ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر دوسرا سالانہ امتحان 14۔دسمبر 2005 کو منعقد ہوا۔ اس میں تھرڈ ایئر فیل / کمپارٹمنٹ طلباء جو قواعد و ضوابط کے مطابق اہل تھے، شامل ہوئے۔1996 میں DAE کے نئے کورس کا آغاز حکومت پاکستان وزارت تعلیم کے احکامات کے مطابق کیا گیا۔
تھرڈ ایئر اولڈ کورس کے فیل شدہ طلباء کو پہلا سالانہ 2003 تک امتحان میں شریک ہونے کی rules کے مطابق اجازت تھی۔ان طلباء کو مزید سپیشل الاؤنس چانس دوسرا سالانہ امتحان 2003 میں دیا گیا۔ اس کے بعد قواعد و ضوابط کے مطابق فیل شدہ طلباء امتحان میں شریک ہونے کے اہل نہیں تھے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ 2003 کے بعد سے اولڈ کورس کا کوئی طالب علم کسی بھی الحاق شدہ پولی ٹیکنیک میں زیر تعلیم نہ رہا۔

(د) تھرڈ ایئر اولڈ کورس کے تحت فیل شدہ طلباء کو نہ صرف سات مواقع امتحان میں شرکت کے لئے دیئے گئے بلکہ ایک مزید سپیشل چانس دوسرا سالانہ امتحان 2003 میں دیا گیا جس میں 137 طلباء شامل ہوئے، 54 کامیاب ہوئے اور 83 ناکام رہے۔ قانون کے مطابق اس کے بعد ان کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔

(ہ) اولڈ کورس کے طلباء جو اپنے سات امتحانی چانس ختم کر چکے تھے ان کو پہلے ہی ایک مزید سپیشل چانس دیا جا چکا ہے۔ اب فیل شدہ طلباء D.A.E، ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر نئے کورس میں قواعد وضوابط کے مطابق دوبارہ داخلہ لے سکتے ہیں۔

سال 2004-05 کے دوران S& G.A.D میں خرید کردہ گاڑیوں اور دیگر اخراجات کی تفصیل

*7071 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 2004-05 میں کتنی کتنی مالیت کی کون کون سی گاڑیاں S&G.A.D نے خرید کیں؟

(ب) یہ گاڑیاں کس کس کے حوالہ کی گئیں؟

(ج) مالی سال 2004-05 میں S&GAD نے گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول کی مد میں جو اخراجات کئے علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 2004-05 میں S&GAD کی گاڑیوں پر مرمت کا خرچہ 1,20,61,151 روپے آیا اور پٹرول پر خرچہ 2,32,70,000 روپے آیا۔

وحدت کالونی لاہور میں کوارٹر نمبر A-33 اور A-67 سمیت سرونٹ کوارٹر کی تعمیر کا مسئلہ

*7354: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے (A) بلاک وحدت کالونی لاہور کے کوارٹرز کے ساتھ سرونٹ کوارٹر (ایک کمرہ مع باتھ) کی سہولت فراہم کر رکھی ہے، ماسوائے A-33 اور A-67 کوارٹر کے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کوارٹرز کے ساتھ سرونٹ روم تعمیر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت مذکورہ کوارٹرز کے ساتھ بھی سرونٹ کوارٹر تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی

ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ البتہ کوارٹر نمبر A-I تا A-24 کے تمام کوارٹرز میں یہ سہولت پہلے ہی بنیادی نقشہ میں موجود تھی جبکہ کوارٹرز نمبر 25 تا 74 تک یہ سہولت موجود نہ تھی۔ تاہم A بلاک کے تمام کوارٹرز تین کمروں پر مشتمل ہیں اور بعد رہائشیوں نے اپنی ضرورت کے مطابق سے منظوری کے بعد کمرہ (سرونٹ کوارٹرز) تعمیر کرائے ہیں۔

1) A بلاک کے کوارٹرز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I) کل تعداد = 74

II) کوارٹرز کی تعداد جس میں سرونٹ کوارٹر مع باتھ روم کی سہولیت پہلے سے فراہم تھی۔ جب سے وحدت کالونی بنی تھی۔ 24 عدد

III) بقایا کوارٹرز کی تعداد جن میں مختلف اوقات میں رہائشی کی ضرورت کے تحت یہ سہولت مہیا کی گئی ہے۔ 21 عدد

IV) کوارٹرز کی تعداد جن میں اس وقت سرونٹ روم مع باتھ روم کی سہولت ابھی موجود ہے۔ 45 عدد

V) جن کوارٹروں میں سرونٹ روم مع باتھ روم کی سہولت الاٹی کی عدم دلچسپی کی وجہ سے ابھی تک میسر نہیں ہے۔ 29 عدد

(ب) جس طرح جواب (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام کوارٹرز میں سرونٹ کوارٹر (ایک کمرہ) کی سہولت موجود نہ تھی۔ اس بلاک کے متعلقہ رہائشی اپنی سہولت و ضرورت کے تحت ایک اضافی کمرہ کی سہولت کی منظوری کرواتے رہے۔

اس طرح کوارٹر نمبر A-33 اور A-67 کے رہائشیوں نے بذریعہ درخواست موصولہ ماہ جون و اگست 2005 میں استدعا کی جو کہ محکمہ تعمیرات کو برائے تخمینہ جات و نقشہ جات کے لئے بھجوائیں گئیں۔ محکمہ ہذا میں اب یہ تخمینہ جات و نقشہ مورخہ 04-03-06 کو موصول ہو گئے جو کہ برائے ضروری کارروائی محکمہ کی مجاز اتھارٹی یعنی ایڈیشن آلٹریشن کمیٹی کو آئندہ منعقدہ میٹنگ میں برائے منظوری پیش کر دی جائے گی۔

سرکاری بھرتی کے لئے درخواست فارمز
اور سہولیات کی فری دستیابی کا مسئلہ

*7387: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے ماتحت محکمہ جات اور ذیلی اداروں میں جب بھرتی کی جاتی ہے تو درخواست گزاروں سے درخواست کے علاوہ 150/100 کا ڈرافٹ بھی طلب کیا جاتا ہے یا پھر درخواست کے لئے جو فارم دیئے جاتے ہیں وہ محکمے قیمتاً فراہم کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ غریب آدمی مختلف اسامیوں کے لئے درخواست دیتا ہے وہ یہ خرچہ برداشت نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ پہلے ہی بے روزگار ہوتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اپنے ماتحت تمام محکمہ جات/ذیلی اداروں کو اس بات کا پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ وہ آئندہ درخواست گزاروں سے 150/100 روپے کا ڈرافٹ طلب نہ کریں اور نہ ہی فارم قیمتاً فراہم کریں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) حکومت پنجاب نے ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 میں کسی قسم کی کوئی درخواست فیس مقرر نہیں کی لہذا حکومت یہ تاثر رکھتی ہے کہ محکمہ جات بالعموم کوئی ایسی فیس وصول نہیں کر رہے تاہم اس امکان کا سدباب مکمل طور پر کرنے کے لئے تمام محکمہ جات اور ذیلی محکموں اور خودمختار اداروں کو جو کہ حکومت پنجاب کے انتظامی کنٹرول میں ہیں کو ہدایات کر دی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ سیکٹر میں بھرتی کے امیدواروں سے کسی قسم کی کوئی فیس وصول نہ کریں (لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی) تاہم ان ہدایات کا اطلاق پنجاب پبلک سروس کمیشن پر نہیں ہوگا۔

(ب) اس سے اتفاق کرتے ہوئے تمام متعلقین کو مذکورہ بالا ہدایات کر دی گئی ہیں۔ (ہدایات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ایضاً۔

PMS کی تشکیل، شمولیت کے لئے امتحان
اور رزلٹ سے متعلقہ تفصیل

*7435 جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Punjab Management Service (PMS) تشکیل دی جا چکی ہے؟

(ب) اس سروس میں شمولیت کے لئے مقابلہ کا امتحان کب منعقد ہوا اور اس امتحان کا رزلٹ کب مشائع ہوا؟

(ج) اگر تاحال رزلٹ شائع نہیں ہوا تو تاخیر کی وجوہات بیان کی جائیں اور یہ کہ حکومت نے اس تاخیر کی وجوہات پر کیا کارروائی کی ہے اور اگر نہیں کی تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ Punjab Management Service(PMS) نوٹیفکیشن NO.SOR-III(S&GAD)1-12/2000Dated17-01-2004 کے مطابق تشکیل دی جا چکی ہے۔ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سروس کے لئے مقابلہ کا امتحان مئی۔ جون 2005 میں ہوا۔ اس امتحان کا رزلٹ 20۔ ستمبر 2005 کو شائع ہوا۔ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ رزلٹ شائع ہو چکا ہے۔ اس لئے اس جز کے جواب کی ضرورت نہیں۔

وفاقی وصوبائی رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ پالیسی میں تفاوت کا جواز
اور حکومتی اقدامات

*7489 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت کوئی بھی وفاقی حکومت کا آفیسر ٹرانسفر کے بعد کم از کم پانچ سال تک مکان رکھ سکتا ہے، کیا اس پالیسی کا اطلاق پنجاب گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات میں تعینات فیڈرل گورنمنٹ کے آفیسرز پر بھی ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت سرکاری ملازمین سے آؤٹ آف ڈسٹرکٹ ٹرانسفر ہونے پر فوراً سرکاری رہائش خالی کروالی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی مذکورہ پالیسی کے تحت لاہور میں صوبائی حکومت میں تعینات کافی وفاقی سرکاری ملازمین نے ٹرانسفر ہونے کے باوجود اپنے پاس سرکاری رہائش گاہیں رکھی ہوئی ہیں۔ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تاریخ ٹرانسفر اور ٹرانسفر کے بعد کے عرصہ کی تفصیل نیز مکان نمبر کی تفصیل دی جائے؟

(د) کیا حکومت وفاقی اور صوبائی سرکاری ملازم کی سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ پالیسی میں پائی جانے والی تفاوت کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست نہ ہے۔حکومت پاکستان کی پالیسی کے مطابق صوبہ میں تعینات وفاقی حکومت کا آفیسر صوبہ سے ٹرانسفر کی صورت میں اس وقت تک سرکاری مکان رکھ سکتا ہے، جب تک اسے نئی تعیناتی کی جگہ پر اس کے استحقاق کے مطابق سرکاری رہائش گاہ نہیں مل جاتی۔تاہم حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 28(VIII) کے مطابق وفاقی حکومت کا آفیسر اگر سکیل 18 یا 19 میں ہو تو پنجاب سے باہر تبادلہ ہونے کی صورت میں ماسوائے نامزد مکان کے سرکاری رہائش کو ایک سال تک رکھنے کا مجاز ہے یا پھر اس کی نئی تعیناتی کے مقام پر رہائش کی فراہمی تک جو بھی ان میں سے پہلے ہو۔الاٹمنٹ پالیسی پیرا (IX) کے مطابق وفاقی حکومت کے جو ملازمین بنیادی سکیل 20 یا اس سے بالا کے ہوں پنجاب سے باہر تبادلہ کی صورت میں تین سال کے لئے سرکاری رہائش گاہیں رکھ سکتے ہیں یا جب تک انہیں نئی تعیناتی کی جگہ اپنے استحقاق کے مطابق رہائش مل جائے جو بھی ان میں سے پہلے ہو۔اس کا اطلاق وفاقی حکومت کے تمام ملازمین پر ہوتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ پنجاب حکومت کی الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 28 (X) کے مطابق ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر، ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اور ڈسٹرکٹ سیشن جج صاحبان کی لاہور سے باہر تعیناتی کی صورت میں سرکاری رہائش گاہ سوائے نامزد رہائش گاہ کے دو

سال تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔اس طرح پنجاب حکومت میں تعینات دیگر ملازمین لاہور سے باہر تعیناتی کی صورت میں الاٹمنٹ پالیسی کے پیرا 28 (ii& iii) کے مطابق آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش گاہ اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

(ج) درست ہے۔ایسے ملازمین کی تفصیل تتمہ (الف) پر موجود ہے۔

(د) نہیں۔ فی الحال ایسی کوئی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں۔ حکومت پنجاب کی مروجہ الاٹمنٹ پالیسی کافی غور و خوض کے بعد تیار کی گئی تھی اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد جاری ہوئی۔ مزید برآں لاہور سے باہر تبادلے کی صورت میں پنجاب حکومت کے ملازمین کو عموماً ضلعی حکومت کے ماتحت رہائش کی سہولت دستیاب ہو جاتی ہے، اس لئے اس حوالے سے پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

ضلع لودھراں میں ججز کی منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیل

*7614 سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع لودھراں میں سول و ایڈیشنل ججز اور دیگر کس کس عہدہ کے ججز کی منظور شدہ اسامیاں ہیں؟

(ب) ان میں سے خالی اسامیوں کے نام اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) اس وقت ان عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں؟

(د) کیا حکومت خالی اسامیاں جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت ضلع لودھراں میں ایک ڈسٹرکٹ سیشن جج 4 ایڈیشنل سیشن ججز، ایک سینئر سول جج اور 9 سول ججز کی منظور شدہ اسامیاں ہیں ان میں سے سر دست صرف ایک ایڈیشنل سیشن جج اور ایک سول جج کی اسامی خالی ہے۔

(ب) متذکرہ کورٹس میں ایک ایڈیشنل سیشن جج گریڈ 19 اور ایک سول جج گریڈ 17 کی اسامی خالی ہے۔

(ج) متذکرہ بالا عدالتوں میں سے زیر سماعت مقدمات کے بارے میں تاحال تفصیلات موصول نہ ہوئی ہیں۔

(د) عدلیہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ ماتحت عدلیہ میں سول ججز کی خالی اسامیوں کی بھرتی کے سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے براہ راست رابطہ کرتی ہے۔ مزید برآں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن ججز کی خالی اسامیوں کے لئے ہائی کورٹ خود امتحان وانٹرویو لینے کی مجاز ہے۔

جھنگ، ججوں کی منظور شدہ خالی اسامیوں اور مقدمات کی تفصیل

*7661 سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں فیملی، سول اور ایڈیشنل سیشن ججوں کی کتنی اسامیاں ہیں، ان میں سے کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) متذکرہ کورٹس میں تعینات عملے کے نام و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ عدالتوں میں 2004 سے آج تک کتنے سول و فوجداری مقدمات پیش ہوئے اور کتنوں کا فیصلہ ہوا، کیا حکومت مقدمات کی بھرمار کے پیش نظر مزید سول جج تعینات کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت ضلع جھنگ میں 11۔ایڈیشنل سیشن ججز اور 27 فیملی، سول ججز کی اسامیاں ہیں ان میں سے سردست صرف 4 اسامیاں فیملی، سول ججز کی خالی ہیں۔

(ب) متذکرہ کورٹس میں تعینات عملے کے نام و گریڈ کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سول و فوجداری مقدمات کے بارے میں تاحال متعلقہ عدالتوں سے تفصیلات موصول نہ ہوئی ہیں۔ عدلیہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ ماتحت عدلیہ میں سول ججز کی خالی اسامیوں کی بھرتی کے سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے براہ راست رابطہ کرتی ہے۔ مزید برآں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن ججز کی خالی اسامیوں کے لئے ہائی کورٹ خود امتحان وانٹرویو لینے کی مجاز ہے۔ اگر عدلیہ کی جانب سے اسامیوں کو بڑھانے

کے لئے کوئی تجویز حکومت کو موصول ہوتی ہے تو حکومت اپنے وسائل کے پیش نظر اس پر غور کرے گی۔

تمام محکمہ جات کے ملازمین کے لئے سرکاری رہائشوں کی الاٹمنٹ

*7814 ڈاکٹر اسد معظم: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی مختلف سرکاری کالونیوں میں پنجاب سول سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے آفیسرز اور ملازمین کو ہی کوارٹر الاٹ کئے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ محکموں کے علاوہ پنجاب کے دیگر محکمہ جات کے ملازمین کو بھی کوارٹر الاٹ کرنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب سے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) درست ہے کیونکہ موجودہ الاٹمنٹ پالیسی کے تحت صرف پنجاب سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے مستحق ہیں۔ شروع میں سیکرٹریٹ ملازمین اور سیکرٹریٹ کے علاوہ ملازمین کے لئے 1:2 نسبت رکھی گئی، بعد میں یہ نسبت ختم ہو گئی کیونکہ اس پالیسی کے مطابق الاٹمنٹ نہ کی گئی جس کی وجہ سے غیر سیکرٹریٹ ملازمین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اس طرح سرکاری گھروں میں محکمہ صحت اور تعلیم کے ملازمین کی تعداد سب سے زیادہ ہو گئی۔ یہ ملازمین عام طور پر لاہور سے باہر ٹرانسفر نہیں ہوتے اس لئے ریٹائرمنٹ تک گھر ان کے پاس رہتے ہیں۔ مزید برآں یہ لوگ والدین رہائشی سکیم کے لئے سرکاری گھر اپنے بچوں کے نام کروا لیتے تھے۔ 1997 میں ایک سروے کے مطابق لاہور کے سرکاری گھروں میں مختلف محکموں کے رہائشیوں کی شرح مندرجہ ذیل تھی:۔

محکمہ	تعداد	فیصدی
پنجاب سول سیکرٹریٹ	1095	30
لاہور ہائی کورٹ	101	3
صوبائی اسمبلی	45	1
دوسرے محکمے	2380	66
کل گھر	3621	100

اس بناء پر خدشہ ہوا کہ اگر اس صورت حال کو کنٹرول نہ کیا گیا تو ایس اینڈ جی اے ڈی کے تمام گھر محکمہ صحت اور تعلیم کے زیر قبضہ آ جائیں گے۔ محکمہ قانون سے مشورے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ تین محکموں کے علاوہ باقی تمام محکموں کے ملازمین کو الاٹمنٹ عارضی طور پر بند کر دی جائے۔ تاوقتیکہ مطلوبہ تناسب حاصل ہو جائے۔ حکومت پنجاب کی اس الاٹمنٹ پالیسی کو بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر 8157/99 ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ لیکن عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے مورخہ 27۔ مئی 1999 میں حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی کی تائید کر دی۔

(ب) مفصل جواب جز (الف) میں ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
سیکرٹریوں کی اے سی آرز لکھنے کا اختیار وزیر اعلیٰ سے متعلقہ وزراء کو دلانے کا مطالبہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے ایک عرض کرنی تھی کہ پچھلی دفعہ یہاں جب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے سوالوں کے جواب دیئے جا رہے تھے تو میں نے متعلقہ وزیر چودھری اقبال صاحب سے ایک سوال کیا تھا کہ کیا موجودہ حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اپنے محکمے کے سیکرٹریوں کی اے سی آرز کو لکھنے کا اختیار متعلقہ وزیر کو ہونا چاہئے۔ یہ سوال میں نے دوسری مرتبہ کیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریوں کی اے سی آرز لکھتے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اگر ان کے وزیر competent ہیں تو وزیر اعلیٰ اپنے اس اختیار کو اپنے وزراء کو منتقل کر دیں۔ اگر انہیں وزراء کی قابلیت اور اہلیت پر اعتبار ہے تو وہ یہ اختیار وزراء کو دے دیں جیسا کہ 1975,1974,1973,1972 میں پیپلز پارٹی نے اپنے وزراء کو یہ اختیار دیا تھا کہ سیکرٹریوں کی اے سی آرز متعلقہ وزیر لکھیں گے کیونکہ محکمہ کا head وزیر ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس پر وزیر موصوف نے یہاں on floor of the House یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ آپ کی تجویز بڑی مناسب ہے اور واقعی وزیر کو اے سی آر زلکھنے کا اختیار ہونا چاہئے اور ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ سفارش کریں گے کہ وہ یہ اختیار وزراء کو دیں۔ اس جواب کو بھی سال گزر گیا ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ اے سی آر زلکھنے کا اختیار وزیر اعلیٰ صاحب اپنے بجائے اگر وزراء کو دے دیں تو عوام کے مسائل بھی حل ہوں گے، وزراء کی عزت میں بھی اضافہ ہوگا۔ وزیر صاحب اس کا جواب دے دیں کہ سال ہو گیا اس سوال کا کیا بنا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ سے ایک استدعا کرنے کے بعد رولنگ چاہوں گا کہ اگر کوئی ممبر وقفہ سوالات گزرنے کے بعد سوال کرے تو اس کے لئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا اس سوال سے کوئی تعلق ہے بلکہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ This is not a question وہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خدمات و انتظام عمومی: point of explanation۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! انہوں نے میرا نام لے کر کہا ہے کہ میں نے on floor of the House ایسی کوئی commitment کی تھی۔ انہیں کوئی خواب آیا ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں نے آج تک کوئی ایسی بات نہیں کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں 1985 سے وزیر چلا آرہا ہوں اور میں نے زندگی میں کبھی ایسی کوئی خواہش بھی نہیں کی۔ ہمارا اپنا کام ہے اور گورنمنٹ officials کا اپنا کام ہے تو وزیر کا اے سی آر زلکھنے کا کوئی "تک" نہیں بنتا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! پچھلے سال سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے سوال کے دوران on behalf of Chief Minister چودھری صاحب نے کھڑے ہو کر اس متعلقہ سوال کا جواب نہ دیا ہو تو میں ہر جانہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔

وزیر خدمات و انتظام عمومی: جناب سپیکر! میں نے کبھی ایسی بات نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: Anyhow صدیقی صاحب! آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے تو بات یہ ہے کہ جو منسٹرز یہاں موجود ہیں وہ گورنمنٹ کے نمائندے ہیں and Chief Minister is their head. It is in the hand of the Chief Minister کہ وہ جو محکمہ جن کو دیتے ہیں پھر ان کی کارکردگی وہ خود نوٹ کرتے ہیں اور مانیٹر کرتے ہیں۔ Basically every Minister is empowered. Basically it is the man behind the gun. اب Call Attention Notice لیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پورے question hour میں، میں نے آپ سے وقت کے لئے request کی اور آپ دانستہ مجھے ignore کرتے رہے۔ میں بارہا آپ سے گزارش کرتا رہا اور یہاں سے آپ نے صرف تین چار آدمی چنے ہوئے ہیں اور آپ چہرے دیکھ کر ٹائم دیتے ہیں اور آپ جانبداری سے کام لیتے ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے Custodian ہیں۔ آپ کے لئے سارے برابر ہیں لیکن آپ یہاں پر صرف اپنے من پسند لوگوں کو بولنے کا ٹائم دیتے ہیں۔ میرے حلقے کے مسائل تھے اور relevant questions تھے لیکن آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا۔ میں آپ کے اس جانبدارروپے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں اور نیچے جاکر سیڑھیوں پر اپنی علیحدہ اسمبلی بنا کر بیٹھتا ہوں اور وہاں بات کروں گا تاکہ میں اپنے عوام کو یہ بتا سکوں کہ وہ ہاؤس جانبدار ہے۔ وہاں سپیکر لوگوں کو ٹائم شکلیں، چہرے اور میک اپ دیکھ کر دیتا ہے اور یہ سوالوں کی ردی ہمیں نہ دیا کریں یہ کیوں پیسے ضائع کرتے ہیں، یہ ردی انہی دو چار لوگوں کو دیا کریں جن کو ٹائم دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے بول لیا ہے ناں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ
کرکے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی جو معزز رکن نے گفتگو فرمائی ہے آپ یقین کیجئے کہ میں توقع کر رہا تھا کہ ہمارے جو اس طرف بیٹھے ہوئے قائدین ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی کھڑا ہو کر یہ ضرور کہے گا کہ اس شخص نے غلط languageاستعمال کی ہے اور اس نے آپ کے کردار اور role کوcondemn کیا ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے اور ان کے الفاظ کی مذمت کرتا ہوں اور جو کچھ کہا ہے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس کو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے، یہ کوئی طریق کار نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان اپوزیشن والوں کا فرض بنتا تھا کہ یہ کھڑے ہو کر یہ بات کہتے کہ جناب! اس بندے نے غلط بات کی ہے آپ جانبداری سے کام نہیں لیتے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے کسی نے اس کوcondemn بھی نہیں کیا بہر حال ہم ٹریژری بنچز کی طرف سے ان کے اس رویے کوcondemn کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری اصغر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ راجہ بشارت سے پہلے میں کھڑا تھا، میں راجہ صاحب کی اس بات کوcondemn کرتا ہوں کہ کسی نے آواز نہیں اٹھائی حالانکہ میں کھڑا تھا اور وہ بعد میں کھڑے ہوئے لیکن چونکہ وہ لاء منسٹر ہیں اس لئے آپ نے ان کو ٹائم دے دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میں کھڑا تھا، آپ گواہ ہیں کہ میں کھڑا تھا۔ (شور وغل)

جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ انہیں یہ بات کرنی نہیں چاہئے تھی جو انہوں نے کی ہے لیکن راجہ صاحب کی بات کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ اس لئے خلوص نہیں تھا کہ انہوں نے ہمیں بھی ساتھ میں condemn کر دیا ہم تو چاہتے تھے یہ بات کرنا کہ یہ جو ہمارے سپیکر ہیں جو اس وقت سپیکر کی کرسی پر بیٹھے ہیں ہم ان سے قطعی طور پر مطمئن ہیں اور الحمد للہ وہ اپوزیشن کو اور ٹریژری بنچز کو بالکل عدل کے ساتھ ٹائم دیتے ہیں ہمیں اس پر کوئی شک نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ:

> The conduct of the Speaker cannot be challenged. As a law abiding citizen I feel sorry for that

انہیں ایسی زبان استعمال کرنا نہیں چاہئے تھی، کسی کے چسرے والی بات نہیں یہاں پر اگر کوئی بات کرتا ہے تو اس کا ایک قانونی حق ہے میں کم از کم یہ کہتا ہوں کہ:

> I have never been stopped because I have never been irrelevant. I will never go beyond the rules.

بس یہاں تک بات ہے کہ ہم condemn نہیں کرتے، پولیٹیکل پارٹیز میں discussions ہوتی ہیں وہاں پر بات کر سکتے ہیں مگر every body has right to say keeping in view of the decorum of the House, I apologize if it has hurt any body's feelings. لیکن آپ ایک چیز ضرور کریں جیسے پہلے بات ہوتی ہے کہ before the start of the question hour آپ اس کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں کہ آپ صرف بیس یا پچیس منٹ یا آدھ گھنٹہ رکھ لیں where you can speak on the point of orders جتنے بھی point of orders ہیں یا point of disorders ہیں یا لوکل مسائل ہیں یا ہمارے constitutional یا نیشنل ادارے ہیں جو بھی ہیں آپ discuss کر سکتے ہیں اگر اس question hour سے پہلے کر لیں گے the question hour will be very relevant دوسری بات یہ ہے کہ:

> You have been running the House giving time to everyone but once again I feel sorry and I apologize for it. Thank you very much.

چوہدری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چوہدری زاہد پرویز صاحب!

چوہدری زاہد پرویز: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہ جو پانچ چھ آدمی ہیں یہ ہمارے سینئر ہیں کچھ تین میں ہیں، کچھ تیرہ میں ہیں چلو! آپ ہمیں تیرہ میں ہی رکھ لیں ان کو آپ زیادہ ٹائم دیتے ہیں کم از کم جو back benches ہیں کچھ نہ کچھ ان کو بھی ایک آدھ دفعہ ٹائم دے دیا کریں۔

سب نے correction بھی کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی اور متعلقہ وزیر کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل بھٹہ مالکان نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ وہ اینٹیں بیچ رہے ہیں اور نہ ہی بنا رہے ہیں۔ اس سے جو پرائیویٹ بلڈنگز ہیں ان کا بھی کام بالکل رکا ہوا ہے اور سرکاری کام بھی رکے ہوئے ہیں جس سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مزدور فارغ ہوئے ہیں اور کئی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے دہاڑیاں لگانی ہوتی ہیں اور جا کر اپنا شام کا چولہا جلانا ہوتا ہے۔

میری یہ رائے ہے کہ آپ کوئی ایسی کمیٹی بنا دیں جو بھٹہ مالکان کے ساتھ negotiation کرے اور ان کے grievances دور کرائیں تاکہ ان مزدوروں کا کام چل سکے۔ آج کی مہنگائی کے دور میں آپ کو پتا ہے کہ کس طرح کسی کی ہانڈی روٹی چلتی ہے۔ اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں اور میں غریب نمائندوں کی بات کر رہا ہوں جن بے چاروں کو آج کل مزدوری بھی نہیں مل رہی ہے اور آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ملک میں کتنی خودکشیاں ہو رہی ہیں، پنجاب میں خودکشیاں ہو رہی ہیں اور کتنے جرائم بڑھ گئے ہیں، اگر آدمی کو روزگار نہ ملے تو پھر اس نے یہ جرائم ہی کرنے ہیں۔ اس لئے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اس کو solve کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس وقت یہ بات ہوئی ہے جس کے متعلق لاء منسٹر صاحب اور اس کے بعد چوہدری اصغر علی گجر صاحب اور رانا آفتاب خان صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا میں اس وقت موجود نہیں تھا لیکن جیسا کہ میں نے گجو صاحب سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی تھی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے کہا تھا کہ سپیکر صاحب جانبداری سے کام لیتے ہیں۔ میں یہ بات کروں گا کہ سپیکر as a Custodian of the House پورے ہاؤس کے ممبران کے لئے ایک عزت اور احترام کا درجہ رکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میں سمجھتا ہوں کہ ایک ممبر اور سپیکر کے درمیان جو تھوڑا سا ایک احترام کا رشتہ ہے اس میں اگر کبھی یا کسی وجہ سے اگر کسی ممبر کو کوئی شکوہ پیدا ہو جائے، کوئی گلہ پیدا ہو جائے تو اسے بھی کوئی اتنا زیادہ سنجیدہ لینا بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی اس کے متعلق جو لاء منسٹر صاحب نے اپنا اظہار خیال کیا پھر رانا آفتاب صاحب نے کیا اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس بات کو فراموش کرتے ہوئے چاہئے کہ آپ کسی ممبر کو بھیجیں جو ان کو یہاں پر بلا کر لائیں۔ میں سمجھتا ہوں جتنا ہو گیا ہے یہ کافی ہے اس سے زیادہ کرنا جو ممبر اور سپیکر کے درمیان ایک احترام

کا رشتہ ہے اس کو نقصان پہنچے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، درست ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نوانی صاحب!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے point out کیا اور بڑے relevant انداز میں انہوں نے بات کی اور میں یہ توقع کرتا تھا کہ جس طرح رانا آفتاب صاحب نے بات کی ہے اسی طرح سینئر پارلیمنٹیرین اور باقی دوست بھی گفتگو فرمائیں گے اور رانا آفتاب خان صاحب نے تمام جو گفتگو ہوئی ہے اس پر معذرت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی عزت ہماری عزت ہے اور اس کی عزت قائم رکھنا اور سپیکر کی عزت پورے ہاؤس کی عزت ہے کیونکہ یہ کسٹوڈین ہیں اور یہ میں دیانتداری سے کہتا ہوں کہ بڑے عرصے سے ہم اور ہمارے دوسرے دوست اس ہاؤس میں بیٹھے ہیں جتنا ٹائم اس ہاؤس میں ممبر کی خواہش میں آپ دیتے ہیں میں نے کبھی اس سے پہلے اتنا ٹائم دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! کئی دفعہ آپ نے محسوس بھی کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتا ہے کہ آپ جان بوجھ کر رولز کو ایک طرف رکھ کر ممبران کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور میں نے کئی دفعہ یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ یہ ساری گفتگو اور کارروائی رولز کے خلاف ہو رہی ہے لیکن آپ پھر بھی کمال مہربانی فرماتے ہوئے انہیں ٹائم دیتے ہیں اور ان ممبران کے جو بھی خدشات ہوتے ہیں یا انہوں نے اپنے علاقے کی بات کرنی ہوتی ہے یا کوئی بھی matter ہوتا ہے آپ ان کو موقع بخشتے ہیں کہ ان کا point of view جو ہے وہ on the floor of the House آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ حسن مرتضیٰ صاحب تو میرے عزیز بھی ہیں، میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ان کو ایسی بات نہیں کہنی چاہئے تھی لیکن تمام ہاؤس کے ممبران نے جس طرح اس بات کا احساس کیا اور اس کو realize کیا اور ان کی پارٹی کے جو concerned لوگ تھے، جو ہیڈ تھے اس وقت یہاں موجود تھے انہوں نے معذرت بھی کی لیکن رانا ثناء اللہ صاحب کی بات کو میں آگے بڑھاتے ہوئے کہ یہ بھی بات صحیح ہے کہ یہاں اس طرح کی tensions ہوتی ہیں، جو جتنی بڑی کرسی پر بیٹھتا ہے اتنا ہی بڑا حوصلہ اور برداشت ہوتی ہے ہاؤس کو بہترین طریقے سے چلانے کے لئے اسی طرح کے پھر اس ہاؤس میں مظاہرے بھی ہوتے ہیں۔ میں اس بات کو condemn کرتے

ہوئے آپ سے یہ ضرور اپیل کروں گا کہ جس طرح کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ دیا ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے جیسے ممبران کی چھوٹی موٹی باتوں کو آپ نظر انداز کرتے ہوئے اس ہاؤس کے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے کسی ممبر کو حکم دیں کہ وہ ان کو جا کر لے آئیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جس طرح کا رویہ رانا آفتاب صاحب نے اختیار کیا تھا، that is the best thing، رانا ثناء اللہ صاحب بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں، ہمارے دوست ہیں، میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ رولز آف بزنس ان سے زیادہ کوئی نہیں جانتا، رولز آف بزنس کے مطابق بھی سپیکر کا کنڈیکٹ جو ہے، میں بھی 1985 سے ممبر ہوں، میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس طرح اس کو ہاؤس کے اندر discuss کیا گیا ہو۔ اس لئے انھوں نے غلطی کی ہے، رانا ثناء اللہ صاحب انہیں سمجھا کر لے آئیں، وہ معذرت کر لیں اور آپ اس معاملے کو ختم کر دیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ میں سب سے پہلے تمام ہاؤس کا مشکور ہوں کہ جن خیالات کا اظہار آپ نے کیا ہے اور مجھ پر اعتماد کیا ہے، میں آپ کا پہلے بھی احترام کرتا رہا ہوں اور اب بھی میرے دل میں احترام ہے۔ میں نے کبھی کسی چیز کو ذاتی انا نہیں بنایا اور میں نے ابھی بھی کوئی ذاتی انا نہیں بنایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بلکہ میں ان کو روک رہا تھا، ان کو کہہ رہا تھا کہ آپ نے بہت بات کر لی ہے، اب میرا جواب سن لیں لیکن وہ اٹھ کر چلے گئے۔ مجھے کوئی خلش نہیں۔ میں ان الفاظ کو بھی expunge نہیں کرنا چاہوں گا، وہ ان کا حق ہے اگر انھوں نے کہہ دیا ہے تو I don't mind that، میں ابھی بھی کہوں گا کہ he is always welcomed. کیونکہ میں اگر سپیکر ہوں تو آپ کی وجہ سے ہوں۔ اگر آپ مجھے عزت دے رہے ہیں تو میں اس کرسی پر بیٹھا ہوں۔ یہ عزت اللہ نے دی ہے یا آپ تمام ممبران نے دی ہے اور یا ہماری حکومت نے دی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کا جتنا بھی احترام کر سکتا ہوں، میرے دل میں ویسے ہی ہے۔ میرے دل میں کوئی خلش نہیں۔ میرا وہ چھوٹا بھائی ہے۔ اگر اس کو یہ احساس ہوا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس کا احساس شاید صحیح ہو لیکن میں نے جان بوجھ کر اس کو نظر انداز نہیں کیا کیونکہ ایسے issues چل رہے تھے اور میں نے اس وقت ان کو یہ کہا تھا کہ سوالات ہو لینے دیں اس کے بعد میں پوائنٹ آف آرڈر دوں گا اور میں نے اس کو پوائنٹ آف آرڈر دیا، in any case میں request کروں گا اپنے معزز اراکین سے کہ وہ اگر ان کو لے آئیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، وہ

تشریف لائیں اور اگر وہ دوبارہ بولنا چاہیں تو میں ان کو دوبارہ موقع دینا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی بات نہیں۔ میں سب کا بے حد مشکور ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران رانا آفتاب احمد خان، جناب سمیع اللہ خان
اور راجہ محمد شفقت خان عباسی معزز ممبر سید حسن مرتضیٰ کو ایوان میں واپس
لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے وقت دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! شکریہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول ہے کہ مومن ایک سوراخ سے بار بار نہیں ڈسا جاتا۔ (قہقہے)

پہلے بھی ہم نے برداشت کیا، خواتین کے بارے میں اتنے ریمارکس دیئے گئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! ہو گئی بات۔ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔ میں آپ سب کا مشکور ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! خواتین سے معافی مانگی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ایسی معافی والی بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! آپ ان کو پابند کریں۔ عورت کی بھی کوئی عزت ہوتی ہے۔ آپ ان کو پابند کریں کہ خواتین سے معافی مانگی جائے۔ یہ تمام خواتین کی آواز ہے۔ انھوں نے خواتین کو نشانہ بنایا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے خواتین کا نام نہیں لیا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)
اذان ہونے والی ہے، میں ذرا توجہ دلاؤ نوٹس شروع کر لوں۔ ملک اصغر علی قیصر اور جناب سمیع اللہ خان کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 553 ہے۔

جڑانوالہ کچہری میں فائرنگ سے دو بھائیوں کی ہلاکت پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ میرا کال اٹینشن نوٹس ہے:

کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "مورخہ 7-مارچ 2006 کی ایک موقر اخبار کے مطابق جڑانوالہ کچہری میں سجاد اور اس کے ساتھیوں نے فائرنگ کر کے عباد اور محمود دو سگے بھائیوں کو ہلاک کر دیا، چار افراد شدید زخمی ہوئے؟

(ب) اس سلسلہ میں اب تک پولیس نے کیا کارروائی کی ہے، کتنے افراد گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں، مفرور کب تک گرفتار ہوں گے؟

(اس مرحلہ پر ممبر سید حسن مرتضیٰ واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ۔

(الف) مورخہ 2-مارچ 2006 کو ملزمان سعید احمد، شاہد، سجاد عرف کالا، محمد حسین عرف بلو، محمد علیم، شاہنواز، فقیر حسین اور بشیر احمد نے آتشیں اسلحہ سے مسلح ہو کر سیشن کورٹ جڑانوالہ میں عباد علی و محمود الحسن کو قتل کیا جبکہ عبدالغفار، شاہد اقبال، ثناء اللہ، محمد افضل، محمد شفیق کانسٹیبل 42/36 کو شدید زخمی کر دیا۔ ملزمان نے یہ وقوعہ اللہ رکھا، سراج دین و محمد افضل کے ساتھ ہم مشورہ ہو کر کیا۔

(ب) اس سلسلہ میں مدعی مقدمہ محمد حسین ولد نواب دین قوم ڈوگر سکنہ چک نمبر 98 (ب) کے بیان پر مقدمہ نمبر 321 مورخہ 06-03-06 بجرم 302، 324، 109، 148، 149 (ت، پ) 788 تھانہ جڑانوالہ درج ہوا۔ مقدمہ کی تفتیش محمد افضل انچارج چوکی سٹی جڑانوالہ کر رہا ہے اور ابھی تک ایک ملزم گرفتار کیا گیا ہے اور باقی ملزمان کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اس مقدمہ میں زیادہ ملزمان کو نامزد کر دیا گیا تھا۔ پولیس کی تفتیش کے مطابق صرف تین ملزمان اس میں ملوث پائے گئے ہیں جن

میں سے ایک گرفتار ہو گیا ہے اور دو کی گرفتاری ابھی بقایا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں جو ملزمان نامزد کئے گئے ہیں اگر وہ گرفتار ہی نہیں ہوئے تو ان کو ایسے ہی بے گناہ کر دیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ کہتے ہیں کہ باقیوں کو انھوں نے بری الذمہ قرار دیا ہے، تین کو انھوں نے ملزم ٹھہرایا ہے جن میں سے ایک ملزم گرفتار ہوا ہے اور باقی دو گرفتار ہونے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ایک ملزم گرفتار ہوا ہے اور تفتیش ہو رہی ہے۔

ایمن آباد موڑ گوجرانوالہ کی رہائشی خاتون سے اجتماعی زیادتی پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

جناب قائم مقام سپیکر: Next Call attention Notice No. 554، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔

کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ "مورخہ 2- مارچ 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق بشارت ٹاؤن موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ کی عائشہ بی بی کے ساتھ ایک غنڈے نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اجتماعی زیادتی کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میڈیکل رپورٹ میں مدعیہ کے ساتھ اجتماعی زیادتی ثابت ہونے پر ایف، آئی، آر درج کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے پرچہ درج کرنے کے باوجود صرف ایک ملزم کو گرفتار کیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ باقی ملزمان علاقہ میں دندناتے پھرتے ہیں مگر پولیس ان کو گرفتار نہیں کرتی بلکہ ان کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور ملزمان مدعیہ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ملزمان کو گرفتار کرنے اور ذمہ دار پولیس ملازمین کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب بہت لمبا ہے۔ میں اس کو پڑھنا نہیں چاہوں گا لیکن اس کی مختصر صورتحال یہ ہے کہ یہ ایک غلط فہمی کی بنیاد پر محترمہ نے یہ کال اٹینشن نوٹس دیا ہے۔ یہ کوئی اجتماعی زیادتی کا واقعہ ہے اور نہ ہی کوئی اس میں ریپ یا اغواء ہوا ہے بلکہ یہ ایک میاں بیوی کا جھگڑا تھا اور خاوند اپنی بیوی کو اٹھا کر لے گیا تھا۔ اس میں صرف تین آدمی ملوث ہیں۔ ایک ملزم ہے جس کی یہ خاتون بیوی تھی اور دو خواتین جو اسے اٹھا کر زبردستی لے کر گئے ہیں اور اس کو زدوکوب کیا ہے۔ کوئی اس میں اجتماعی زیادتی کا واقعہ ہے اور نہ ہی کوئی اور اس قسم کا واقعہ ہوا ہے۔ اس میں جو ملزمان نامزد کئے گئے ہیں وہ گرفتار ہو چکے ہیں، تفتیش جاری ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب تحاریک استحقاق شروع کی جاتی ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! پہلی تو میری یہ گزارش ہے کہ ڈاکٹر جاوید صاحب لاہور کی انتہائی معروف، مشہور اور نیک سیرت شخصیت تھی جنہیں قتل کر دیا گیا ہے بلکہ ان سے متعلق تو یہ تھا کہ حکومت نے ان کے خلاف جو جھوٹے مقدمات بنائے تھے ہائی کورٹ نے انہیں بری کر دیا تھا لیکن اس کے بعد وہ لاہور کے اندر قتل ہو گئے اور اس کے متعلق یہ تین دفعہ نوٹس دیا گیا ہے لیکن وہ اسمبلی کے اندر نہیں آیا۔ یہ وجہ بتائی جائے کہ ایسا کیوں ہے، توجہ دلاؤ نوٹس اتنا اہم معاملہ ہے، اتنی اہم بات ہے لیکن یہ اسمبلی کے اندر ابھی تک نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں آیا تو نہیں ہے۔ یہ اصل میں دو ہوتے ہیں اور دو انھوں نے select کئے ہیں اور دو آئندہ آئیں گے۔ یہ next Call Attention Notice والے دن آ جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! selection کا کیا معیار ہے؟ ایک آدمی کو لاہور میں شہید کیا جاتا ہے اور پچاس ہزار آدمی اس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ سارا دن وہاں ٹریفک بند رہتی ہے۔ ہم نے تین دفعہ یہ توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروایا ہے کہ ان کو شہید کیا گیا ہے، ان کے قاتلوں کا کوئی پتا

نہیں، کیس کا کچھ پتا نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ محترم وزیر قانون اس بارے میں ہماری کوئی رہنمائی کر دیتے لیکن یہ توجہ دلاؤ نوٹس آ ہی نہیں رہا۔ جناب! توجہ دلاؤ نوٹس کی selection کا کیا معیار ہے؟ ہم نے تو سب سے پہلے اپنے اس توجہ دلاؤ نوٹس کو جمع کروایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: anyhow آج تو یہ نہیں آ سکا اگلے توجہ دلاؤ نوٹس کے دن اس کو take up کر لیں گے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ پیر رفیع الدین بخاری صاحب کی تحریک استحقاق کافی عرصہ سے pending چلی آ رہی ہے۔ اسے take up کرتے ہیں۔

ایکسیئن لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

پیر رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3۔ جنوری 2006 کو میں اپنے حلقہ کے عوامی مفاد کے ایک مسئلہ کے حل کے لئے XEN لودھراں کینال ڈویژن عبدالمجید کے دفتر میں گیا اور ان کے قاصد کے ہاتھ اپنا کارڈ ملنے کے لئے دیا۔ مجھے آفیسر موصوف نے آدھے گھنٹے کے بعد ملنے کا ٹائم دیا۔ حالانکہ وہ ان کے دفتر کے اہلکاران کے مطابق فارغ بیٹھے تھے۔ میں نے ان کو اپنا جائز کام بتایا اور اس کے حل کے لئے گزارش کی۔ مگر وہ میری بات سن کر فوراً سیخ پا ہو گئے اور میرے ساتھ انتہائی نامناسب رویہ اختیار کیا اور ترش لہجہ اور بلند آواز میں چلانا شروع کر دیا کہ آپ تمام MPAs غلط ہیں۔ آپ کو دفاتر میں آنے اور آفیسران کو ملنے کے آداب نہیں آتے۔ میں آپ کا کام نہیں کرتا۔ جاؤ آپ نے جو میرا کرنا ہے کر لیں۔ آپ نے میرے خلاف پہلے بھی تحریک استحقاق اسمبلی میں دی تھی تو آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور اب بھی میرے خلاف جو چاہیں اسمبلی میں تحریک لے آئیں۔ آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس کے علاوہ بھی انھوں نے میرے اور اس معزز ایوان کے ممبران کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ تحریک استحقاق کے حوالے سے جب حافظ عبدالمجید XEN لودھراں ڈویژن سے پوچھا گیا تو انھوں نے بتایا کہ مورخہ 3۔جنوری کو محترم ایم پی اے صاحب انھیں ملنے آئے ہیں اور نہ ہی دفتر آئے ہیں اور ان سے کوئی ایسی زیادتی نہیں کی گئی۔ انھوں نے کہا ہے کہ عوامی نمائندگان ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ محترم ایم پی اے صاحب نے اس سے پہلے بھی XEN صاحب کے خلاف تحریک استحقاق نمبر 05/54 دی تھی۔ اور ان کی تسلی کروادی گئی تھی لیکن اس کے باوجود آج پھر دوبارہ انھوں نے تحریک دی ہے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے آپ جو کارروائی کرنا چاہیں کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ اس کیس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، یہ تحریک کافی عرصہ سے pending ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری اری گیشن کو خود فون کر کے کہا تھا کہ معزز رکن کے اس مسئلے کو حل کروائیں لیکن اس کے باوجود یہ مسئلہ حل نہیں ہوا اس لئے میں اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری خضر الیاس ورک صاحب کی ہے۔ جی، چودھری صاحب!

ڈی ایس پی نارووال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

چودھری خضر الیاس ورک: جناب والا! شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 9۔جنوری 2006 بوقت 10:00 بجے رات DSP شوکت جوئیہ کا فون SHO کو آیا۔ جس میں موصوف DSP نارووال نے SHO کو کہا کہ MPA کی رائس ملز پر جن بدنام زمانہ اشتہاریوں نے فائرنگ کی ہے ان کے خلاف مقدمہ درج نہ کرنا۔ ہم نے MPA کو سبق سکھانے کا تہیہ کیا ہوا ہے جبکہ میں اس سے قبل SHO کے پاس بدنام زمانہ اشتہاری ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرانے کے لئے آیا ہوا تھا۔ میرے بار بار اصرار کے باوجود SHO نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے DSP صاحب نے آپ کا مقدمہ درج کرنے سے منع کیا ہے۔ میں نے دوبارہ اسی وقت DSP شوکت جوئیہ سے مقدمہ درج نہ کرنے کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کی اور میں نے

کہا کہ یہ بدنام زمانہ لوگ ہیں ان کے خلاف لاہور کے تھانہ شاہدرہ ٹاؤن، تھانہ شالیمار ٹاؤن، قلعہ گجر سنگھ، تھانہ حاجی پورہ سیالکوٹ اور دوسرے کئی تھانوں میں مقدمات درج ہیں۔ اس نے مجھے کہا میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔ ہم وہی کریں گے جو ہم چاہیں گے۔ DSP نے میرا فون سننے سے انکار کر دیا اور کہا مقدمہ کی تفتیش میں نے ہی کرنی ہے اگر SHO نے مقدمہ درج کر بھی دیا تو میں سب کو بے گناہ کر دوں گا۔ میں رائس ملز پر فائرنگ ہونے پر مقدمہ درج کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ DSP کے کہنے پر SHO نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا اور مزید مجھے کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ آپ ہمارا کیا کر لیں گے۔ اس طرح کا رویہ اختیار کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! کل میرے بھائی نے ادھر سے ایک DSP کے خلاف تحریک استحقاق دی تھی اور آج وہ ادھر سے ایک دوسرے DSP کے خلاف تحریک استحقاق دے رہے ہیں۔ جانے دیں جناب! اللہ مالک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، خضر الیاس ورک صاحب کی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق ملک جلال دین ڈھکو صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ روکھڑی صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلقہ ہے اس کا جواب چودھری اقبال صاحب دیں گے۔ یہ میرے محکمہ سے متعلق نہیں ہے۔

ای ڈی او (آر) ساہیوال کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ
(۔۔۔جاری)

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جلال دین ڈھکو صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، بزرگ ہیں۔ میں ان کی تحریک کی مخالفت نہیں کرتا۔ آپ بے شک اسے استحقاق کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق کو بھی میں استحقاق کمیٹی کو refer کرتا ہوں۔

ڈی پی او ننکانہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز سلوک

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک استحقاق جناب جاوید منظور گل صاحب کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اور کل وزیر قانون صاحب نے اس کی مخالفت نہیں کی تھی لہذا یہ بھی مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک راجہ محمد شفقت عباسی صاحب کی طرف سے ہے۔

اسمبلی سے متفقہ طور پر پاس ہونے والی قرارداد پر عملدرآمد نہ کیا جانا

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور وممنون ہوں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس حوالے سے میں اسمبلی سیکرٹریٹ میں قانون سازی کے لئے بھی نوٹس دے رہا ہوں کہ جو لمبی قید والے مرد یا عورت قیدی ہوتے ہیں ان کو matrimonial obligation کا حق ملنا چاہئے۔ اس لئے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 35 میں کہا گیا ہے کہ:

> 35. The State shall protect the Marriage, the family, the mother and the child.

اس حوالے سے اسی اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی تھی کہ once in three month ان کو matrimonial obligation کی اجازت ملنی چاہئے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 126(2) کے تحت متعلقہ محکمہ کی یہ ذمہ داری تھی کہ اس اسمبلی کے ایوان نے جو قرارداد پاس کی تھی اس پر کوئی ایکشن لیتے۔ اب میں جناب کی اجازت سے تحریک پڑھ دیتا ہوں۔

جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22-نومبر 2005 کو پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی تھی۔

اس ایوان کی رائے ہے کہ طویل قید کاٹنے والے قیدیوں کو سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنی بیویوں سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے متعلق قوانین و قواعد میں فوری طور پر ضروری ترمیم کی جائے۔ نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عمل درآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار نفاذ عمل میں لایا جائے

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 126(2) کے تحت حکومت اس امر کی پابند ہے کہ وہ تین ماہ کے اندر اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد پر عملدرآمد کے لئے اقدامات کرے۔ مندرجہ بالا قرارداد پر عملدرآمد نہ ہونے سے نہ صرف میرا بلکہ اسمبلی کے جملہ ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ جان بوجھ کر اس معاملہ کو التواء میں رکھ رہا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! یہاں جس طرح آپ مہربانی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی انسپکٹر یا کوئی اور پولیس آفیسر کسی ممبر کے خلاف بات کرتا ہے یا کوئی غلط الفاظ استعمال کرتا ہے تو آپ اس کے خلاف آنے والی تحریک کو کمیٹی کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ ایوان جب کسی معاملے پر کوئی قرارداد پیش کرتا ہے تو اس پر ہماری پنجاب حکومت، ہمارا اپنا محکمہ ہوم کیا عمل درآمد کرتا ہے۔ اس حوالے سے اسمبلی سیکرٹریٹ نے reminders بھی ضرور بھیجے ہوں گے۔ لہذا میں چاہوں گا کہ آپ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے کمیٹی کے حوالے کریں۔ وزیر صاحب سے بھی دریافت کیا جائے کہ انھوں نے اس حوالے سے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مختصر کریں کیونکہ وقفہ نماز ہونے والا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): مجھے کہا گیا ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ سناؤں۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو عوام کے خیال کے لئے نکلتے تھے تو انھوں نے ایک خاتون کو شعر گاتے ہوئے سنا اور یہ اندازہ لگایا کہ شعر میں ہجر و فراق کی بات ہے۔۔۔(شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیگم سے پوچھا کہ ایک عورت کتنے عرصے تک اپنے خاوند کے بغیر رہ سکتی ہے۔ یہ بڑا serious معاملہ ہے۔ ہمارا آئین یہ کہتا ہے کہ State shall protect the marriage the mother and the child اگر وہ شادی اس لئے ناکام ہو جائے کہ اس کے خاوند کو سات یا دس سال قید ہو گئی ہے تو میں کہتا ہوں کہ حکومت کو اس کا تدارک کرنا چاہئے اور متعلقہ Jail

یا جیل رولز میں Manual notify کر کے ہر قیدی کو خواہ وہ مرد قیدی ہو یا عورت قیدی ہو، قیدی تو قیدی ہی ہوتا ہے اس کو یہ حق ضرور ملنا چاہئے۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کہ اس معاملے میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس اسمبلی میں قرارداد پاس ہوئی لیکن حکومت کا یہ point of view تھا کہ اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ ابھی ہمارے پاس اٹھارہ ہزار قیدی رکھنے کی گنجائش ہے لیکن اس وقت تقریباً چون، پچپن ہزار قیدی ابھی جیلوں میں بند ہیں۔ اس حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے جیل ریفارمز کے طور پر قیدیوں کا کھانا بہتر کیا ہے، میڈیکل سہولیات بہتر کی ہیں اور کافی اضلاع میں جیلیں بنانا بھی شروع کی ہیں تاکہ over population کو meet کیا جائے۔ ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ جوں جوں وسائل ملیں گے ہم condemned prisoners کی بیویوں کو دو یا تین دن رکھنے کے procedure پر کام کریں گے۔ ہمیں ان کے لئے وہاں پر accommodation بنانا پڑے گی کیونکہ وہاں بیرکس میں تو نہیں رہ سکتے اس لئے اس میں ایک بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ اس پر سرحد حکومت نے زیادہ کام کیا ہے تو میں نے ایک کمیٹی بنائی اور اسے وہاں بھیجا کہ وہ جا کر دیکھیں کہ انھوں نے کیسا infrastructure بنایا ہے۔ ہم اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں، اس کے لئے کمیٹیز بنائی ہیں اور یہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر اتنی جیلوں میں یہ پروگرام شروع کرنا ہے تو اس کے لئے کتنا بجٹ درکار ہے۔ موجودہ حکومت نے اس سلسلے میں positive steps لئے ہیں۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں ہمیں جس طرح بجٹ اور وسائل گنجائش دیں گے ہم اس پر ضرور کام کریں گے اور کر بھی رہے ہیں۔

جناب والا! میں عباسی صاحب سے گزارش کروں گا کہ already حکومت اس پر کام کر رہی ہے لیکن اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ ہمیں ایسا انتظام کرنا پڑے گا کہ جیلوں میں فیملی رومز ہوں جہاں میاں بیوی رہ سکیں اس لئے اس پر بہت workout ہونا ہے۔ ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اسے آگے بڑھائیں گے۔ گل حمید خان روکھڑی کہہ رہے ہیں کہ ماحول۔ میں نے کہا کہ خاوند یا عورت جو condemned ہیں اگر باہر سے ان کے ساتھ خاوند یا بیوی رہے ان کو وہی گھر والا ماحول ملنا چاہئے۔ وہ تو جیل میں نہیں رہ سکتے اور نہ ہمارا حق ہے کہ ہم انھیں جیل کے ماحول میں رکھیں۔ میری گزارش ہے کہ حکومت اس پر کام کر رہی ہے اور ہم اس پر کام

کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا مطلب ہے اصولی طور پر آپ disagree نہیں ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! وہ تو جس دن راجہ صاحب نے اسے oppose نہیں کیا تھا اور اس پر سٹیٹمنٹ دی تھی کہ جیسے جیسے ہمارے وسائل اجازت دیں گے ہم ان کے مطابق اس پر قدم آگے بڑھائیں گے۔ آپ خود انصاف کریں کہ اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے اس لئے یہ بات نہیں ہے کہ ہم اسے ایک دن میں کر لیں گے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس وقت جو معاملہ زیر بحث ہے وہ تحریک استحقاق کا ہے۔ شفقت عباسی صاحب نے تحریک استحقاق دی ہے کہ حکومت نے ایک یقین دہانی کرائی تھی لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ جیسے میرے بھائی سعید اکبر نوانی نے فرمایا ہے بالکل یہ حقیقت ہے کہ ہم نے یہ کہا تھا کہ دو اضلاع فیصل آباد اور لاہور میں بنا رہے ہیں اور جب وسائل میسر ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو آگے بڑھائیں گے۔ اس لئے اس پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: آدھ گھنٹے کے لئے نماز مغرب کے لئے وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ہاؤس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 7 بج کر 7 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی تحریک کے سلسلہ میں عرض کروں گا کہ جب اسمبلی میں کسی انسپکٹر کا معاملہ آتا ہے اور ہم چیخ و پکار کرتے ہیں کہ میں ایم پی اے ہوں، اس نے فون attend نہیں کیا۔ ہم اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ پچھلی دفعہ جناب چیئرمین نے رولنگ دی تھی کہ جو قرارداد اس اسمبلی میں پاس ہوئی ہے اگر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ عملدرآمد نہیں کر رہا تو ہمارے نوٹس میں لائیں۔ ہم دیکھ لیں گے اور استحقاق کمیٹی دیکھ لے گی۔ یہ ایک معاملہ ہے جو کہ ہمارے آئین کی requirement ہے۔ جس طرح میں نے کہا ہے کہ آئین

میں لکھا گیا ہے کہ وہ شادی کو، بچوں کو اور فیملی کو protect کرے۔ یہ سٹیٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ prostitution کو روکے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ this is a step to provent to get into those objects جو کہ آئین میں دیئے گئے ہیں۔ دنیا کو معلوم ہے کہ جیل میں کیا کچھ نہیں ہوتا، وہاں پر ہر چیز مل جاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جس طرح متعہ میرج یا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کے شعر سن کر یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی ملازم یا کوئی قیدی چار یا چھ مہینے میں ضرور چھٹی پر جائے گا۔ اس لئے اس معاملے کو کمیٹی میں refer کرنے سے کوئی آسمان نہیں گرے گا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ آکر وضاحت کرے گا کہ یہ اس پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرارداد تھی کہ ہم یہ کریں گے اور اس قرارداد کے الفاظ یہ تھے کہ ہم مرحلہ وار، تو وہ کمیٹی ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ضرور موقع دے کہ انہوں نے کیا تبدیلی کی ہے لاہور کی حد تک، فیصل آباد کی حد تک یا بڑے شہروں میں کیا steps لئے ہیں۔ کروڑوں، اربوں روپے کے فنڈز جو access to justice programme کے تحت چوکیوں اور جیلوں کی حالت پر لگائے ہیں تو کون سے فائیو سٹار ہوٹلوں کی facilities انہوں نے قیدیوں کو دینی ہے، کون سا انہوں نے بہت بڑے موٹلز یا ریسٹ ہاؤس یا گیسٹ ہاؤس بنا کر دینے ہیں؟ وہ تو جس طرح صوبہ سرحد کی حکومت وہاں چھوٹی چھوٹی بیرکس بنا کر کر سکتی ہے تو پنجاب کے پاس تو وسائل ہی بہت زیادہ ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ یہ بہت vague statement ہے کہ گورنمنٹ کرنا چاہتی ہے، گورنمنٹ کر دے گی۔ مجھے زندگی میں بہت تلخ تجربہ ہوا ہے کہ میں زندگی میں غلطی کر بیٹھا ہوں کہ بڑی محنت کے بعد Torture Compensation Bill دیا اور یہاں یہ کہا گیا کہ بہت اچھی بات ہے اور ہم پنجاب میں پولیس کلچر کا خاتمہ چاہتے ہیں، ہم اپنا قانون لا رہے ہیں۔ دو اڑھائی سال ہو گئے ہیں وہ کمیٹی کے حوالے ہوا اور نہ ہی جناب نے dispose of کیا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ اس پر گورنمنٹ کو پروٹیکٹ کرنے کے لئے بیٹھی ہوئی ہے اور میرا یہ اعتراض بھی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ گورنمنٹ کی منشا اور مقصد کے مطابق چلے۔ اگر ہم کوشش کر کے کوئی چیز لے کر آتے ہیں تو اس بل کے متعلق میری بڑی دردمندانہ گزارش ہے اور اس ایوان کے استحقاق کا سوال ہے، اس ایوان کی عزت اور آبرو کا سوال ہے کہ کمیٹی متعلقہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے پوچھے گی کہ آپ نے یہ مرحلہ وار پروگرام کرنا تھا اور چھ مہینے میں کس جیل میں کیا کیا؟ اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ ہم تو قانون میں تبدیلی لا رہے ہیں اور ابھی منسٹر صاحب نے کہا کہ نہیں۔ کس قانون میں تبدیلی لا رہے ہیں اور

آج تک کیا steps لئے گئے اس لئے اسمبلی کی یہ نیک نامی ہوگی اور اس گورنمنٹ کی نیک نامی ہو گی کہ اس معاملے کو اس طرح dispose of نہ کریں۔ اس طرح منسٹر صاحب کے اشارے پر اس کو bulldoze کرکے dispose of نہ کریں بلکہ اسے کمیٹی کے حوالے کیا جائے کیونکہ یہ ایک genuine معاملہ ہے۔ قیدی کا آئین کے مطابق بھی حق ہے اور اس اسمبلی کی متفقہ قرارداد کے مطابق بھی جس کے الفاظ یہ تھے کہ "اس ایوان کی رائے ہے کہ طویل قید کاٹنے والے قیدیوں کو سال میں کم از کم تین مرتبہ اپنی بیویوں سے جیل میں ملنے کی اجازت دی جائے۔ متعلقہ قوانین اور ضوابط میں فوری ترامیم کی جائیں نیز پنجاب کی تمام جیلوں میں اگر فوری طور پر عملدرآمد ممکن نہ ہو تو مرحلہ وار عمل میں لایا جائے۔" اب وہ مرحلہ وار، یہ معاملہ نومبر 2005 کا ہے اور قاعدہ 126(ii) کے تحت ان پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی they were under obligation to intimate the Assembly Secretariat. within 3 months کہ جواب دیتے کہ ہم نے کیا کیا۔ میں آج بھی جناب سے سوال کرتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس آج تک ان کا جواب آیا ہے، اگر آیا ہے تو اس کی نقل دیں کہ اس پر کیا ریمائنڈر دیا ہے؟ اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ اسمبلی کو اسمبلی کی قرارداد کو متعلقہ رولز کو اور میں یہ بھی پڑھ دیتا ہوں کہ 126-ii ہے کہ:

> Department concerned shall within the period of three months from the date of communication of the resolution of the Assembly Secretariat apprise the Assembly of the action taken in the Resolution

میں آج جناب کے حوالے سے کہتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس ان کی وہ Resolution جو ہم نے پچھلے سال نومبر میں بھیجی تھی تو اس کے جواب میں اگر کوئی لیٹر آیا ہو، کوئی جواب دیا ہو، انہوں نے کوئی ایکشن لیا ہو تو مجھے بتایا جائے۔ اس کے بعد میں بات کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ پی سی ہوٹل کی سہولت ایک کمرہ دے دیں۔ یہ جائز اور سیدھی سادی بات ہے اس میں کوئی بہت بڑا معاملہ نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے آپ نے اس معاملے میں پوری وضاحت کر دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے خیالات بہت ہی اچھے اور نیک ہیں اور یہ وزن بھی رکھتے ہیں

اور میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے جو اس کا جواب دیا ہے اس میں قطعاً اُس کو deny کیا اور نہ ہی آپ سے disagree کیا ہے۔ فی الحال میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے اور جو انہوں نے بات کی ہے میں اس with this direction to the Minister concerned کو اس لئے dispose of کروں گا کہ اس معاملے کو جلدی take up کیا جائے۔ And the necessary action should be taken as early as possible کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو پہلے ہی ہاؤس میں put ہوا ہے اور اس پر قرار داد آئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہے اور specially جو وزیر صاحب نے جواب دیا ہے وہ اس معاملے میں اس چیز کی تائید کرتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! آپ کی direction ہمیشہ ہمارے لئے بڑی قابل احترام ہے اور اس کا بڑا وزن ہوتا ہے لیکن میں سب سے بڑے اور بنیادی مسئلے کی بات کر رہا ہوں کہ وہاں جو قیدی ہمارے پاس موجود ہیں، انہیں رکھنے کی اس وقت جگہ نہیں ہے اور اس میں بہت بڑا بجٹ involve ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا، لاء منسٹر ہوم کو deal کرتے ہیں اور کچھ ہوم ان کے پاس ہے۔ انہوں نے بھی یہ کہا کہ جس طرح وسائل ہوں گے کیونکہ جہاں بھی پیسا involve ہوگا۔ اس پراجیکٹ کے لئے پیسا مہیا ہوگا تو اس کو through کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح آپ نے فرمایا کہ ہم اس کو oppose نہیں کر رہے بلکہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو قیدی جیلوں میں ہیں پہلے ہم انہیں رکھنے کی تو سہولت مہیا کر سکیں۔ ان کو ضرور ایک باران کا جو right ہے کہ condemn of prisoner جو 20 سال وہاں رہے گا تو اس کی بیوی کا کیا قصور ہے۔ اس میں ہم اس کے ساتھ ہیں لیکن میں یہ بات on the floor of the House کہوں گا کہ جس طرح ہمیں وسائل دستیاب ہوں گے ہم اس پر ضرور ایکشن بھی کریں گے۔ میں نے ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹر، ایڈیشنل سیکرٹری prisoner اور ڈی آئی جی راولپنڈی رینج کی ایک کمیٹی بنائی ہے کہ آپ اس پر کام کریں اور proposal بنائیں اور کوشش کریں کہ ہم اسے کس طرح feasible بنا سکتے ہیں۔ اس میں چونکہ بجٹ involve ہے تو جیسے ہی ہمیں وسائل اجازت دیں گے تو ہم اس پر ضرور کام کریں گے۔ ہم اس کو oppose نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اور میرا مقصد بھی یہی ہے کہ آپ مرحلہ وار جو کچھ کر سکتے ہیں تو start with چاہے آپ ایک جیل سے شروع کریں یا چھوٹے level پر شروع کر دیں اس سے کم از کم آغاز ہو جائے گا اور جتنا آپ کو بجٹ اجازت دیتا ہے اس کے مطابق آپ کریں اس لئے میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! ابھی تک اس میں بجٹ کی provision ہی نہیں ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس پر بجٹ کی provision آئے اور اس کے لئے کوئی چیز کمرے یا جس طرح کا بھی set up ہے وہ اس پر بنایا جائے۔ ہم اس کی feasibility بنا رہے ہیں اور اس پر ہم کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک التوائے کار شروع کی جاتی ہیں۔ حاجی محمد اعجاز اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی تحریک التوائے کار کا نمبر 823/05 ہے۔ جی!

شیرا کوٹ لاہور کی رہائشی 7 سالہ لڑکی سے اجتماعی زیادتی

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 28۔ نومبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گنشام روڈ، شیرا کوٹ لاہور پر گھڑی ساز محمد انور کی سات سالہ بیٹی گزشتہ شام کوڑا پھینکنے کے لئے گھر سے باہر گئی اور پھر کافی دیر تک واپس نہ آئی، جس پر اس کے گھر والوں کو تشویش لاحق ہوئی۔ جب بچی شدید زخمی حالت میں گھر پہنچی تو اس کے گھر والوں کو معلوم ہوا کہ دو نامعلوم افراد نے بچی کو اغواء کر کے اس کے ساتھ اجتماعی زیادتی کر ڈالی اور فرار ہو گئے۔ آئے روز شہر میں بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی ہو رہی ہے۔ مگر پولیس ملزمان کو گرفتار کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے جبکہ اکثر شہری اپنی بچیوں کو سکولوں اور کالجوں میں ڈر کے مارے نہیں بھیجتے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈی پی او لاہور کی طرف سے رپورٹ آئی ہے کہ تھانہ شیرا کوٹ کے علاقے میں محمد انور کی بیٹی سے زیادتی کے متعلق مقدمہ نمبر 720/2005 مورخہ 28-11-2005 بجرم 10/11/79 تھانہ شیرا کوٹ مسماۃ اختری بیگم کی درخواست پر درج ہوا۔ اس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ رات 9 بجے کے قریب اس کی بیٹی کائنات جس کی عمر تقریباً 6/7 سال تھی اور وہ نزدیکی پلاٹ میں کوڑا پھینکنے کے لئے گئی جو واپس نہ آئی۔ کچھ دیر کے بعد اس کی تلاش کی گئی اور پتا چلا کہ بچی گلی میں رو رہی ہے۔ وہ اپنے خاوند اور بھائی احسن گل کے ہمراہ گلی میں پہنچی تو بچی روتی ہوئی ملی جس کی شلوار خون میں لت پت تھی جس نے پوچھنے پر بتایا کہ ایک آدمی نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے جس پر مقدمہ ہذا درج ہو کر تفتیش عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں چونکہ کسی کو nominate نہیں کیا گیا تھا تو اس میں تقریباً دس کے قریب لوگوں کو حراست میں لیا گیا اور بچی سے شناخت کروانے کی کوشش کی گئی لیکن بچی نے ان مشتبہ افراد کو شناخت نہیں کیا۔ حال ہی میں محلے میں جو ادھر ادھر بات چلی تو اس میں ایک شخص جو ان کا اپنا عزیز ہے اس کے متعلق پولیس کو تھوڑا سا شبہ ہوا کہ شاید وہ ملوث نہ ہو اس کی تصویر پھر بچی کو دکھائی گئی اور اس وقت صورتحال یہ ہے کہ بچی تقریباً اس بات پر رضامند ہے کہ یہی شخص ہے جس نے زیادتی کی ہے لیکن بچی کے والدین اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آج جب Adjournment Motion پر میں نے بریفنگ لی تو میں نے ایس پی انوسٹی گیشن کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ ان لائینز میں جلد از جلد اس تفتیش کو مکمل کریں اور انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اس تفتیش کو مکمل کر کے اصل ملزم کی گرفتاری کے لئے کوشش کریں گے۔ میں اس میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ہمیں تھوڑی سی مہلت چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ کیس ورک آؤٹ ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے جی؟

ملک اصغر علی قیصر: ٹھیک ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

صوبہ میں بچیوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی میں اضافہ

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! ابھی اسی سلسلے میں بات ہوئی ہے تو میں لاء منسٹر صاحب کی توجہ آپ کی وساطت سے دلانا چاہوں گی کہ بڑی تشویش کی بات ہے کہ یہ واقعات دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں یہ 12-مارچ کا واقعہ لاہور کا ہے کہ ایک معصوم بچی آسیہ جو ٹیوشن پڑھنے کے لئے گھر سے گئی اور اسی طرح کا واقعہ اس کے ساتھ بھی پیش آیا اس کو بعد میں مار بھی دیا گیا اس بچی کی عمر بھی آٹھ سال تھی اس کے لئے میں نے Call Attention Notice جمع کروایا تھا لیکن پتا نہیں کن وجوہات کی بناء پر اس کو قبول نہیں کیا گیا۔ دوسری بچی 14-مارچ کو میاں چنوں کے نواحی گاؤں میں تھی اس بچی کے ساتھ بھی یہ واقعہ ہوا اس بچی کا نام بختاور تھا اس کے والد کا نام شاہ نواز تھا۔ پنچائتیوں نے ونی جیسی مکروہ رسم کے حوالے کر دیا۔ پھر اس میں بھی بہت سارے واقعات پیش آئے تو میں یہ بھی بتانا چاہ رہی ہوں کہ اس کے علاوہ میرے سامنے ایک لسٹ ہے کہ پندرہ Call Attention Notices ہیں جو کہ مختلف اسی طرح کے issues ہیں جن کو سپیکر صاحب نے accept کیا ہے لیکن ان کی باری نہیں آئی۔ اگر ان کی باری نہیں آئی لیکن issues تو بہر حال ایک جیسے ہیں اور واقعات بھی وہی ہیں بس نام کا ہی فرق ہے اور جگہ کا فرق ہے۔ اس کے خلاف حکومت کی طرف سے اس طرح کا ایکشن نظر نہیں آیا کہ جس سے ان لوگوں میں خوف پیدا ہو جائے جو اس طرح کے مکروہ قسم کے جرائم میں ملوث ہوتے ہیں تاکہ کوئی دوبارہ جرأت نہ کر سکے۔ اس سے تو یہ سمجھ آتا ہے کہ ایک چھ سات آٹھ سال کی بچی جس کے ساتھ اتنا بڑا واقعہ پیش آیا ہو اس کو آپ لوگوں کی تصویریں دکھائیں کہ وہ شکلیں دیکھ کر بتائے کہ کیا یہ لوگ شامل تھے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب بچوں والے ہیں یہ ایک ناممکن سی بات ہے۔ پولیس دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جاتی ہے اس میں ایک بچی کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ایک شخص کی شناخت کر کے بتائے کہ ایسا ہوا ہے یا نہیں ہوا تو اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب بتائیں کہ اس پر کیا اقدامات کر رہے ہیں یا اس پر کیا غور و فکر ہو رہا ہے؟ اگر یہ جو واقعات ہو رہے ہیں ان کو آپ routine میں پولیس کے حوالے کر دیں گے کہ جس طرح وہ criminals کو deal کرتے ہیں تو ان مسائل کا حل بہت مشکل ہے اگر آپ سنجیدگی سے اس بارے میں کچھ سوچیں کیونکہ یہاں پر مقصد صرف اپنے نمبرز بنانا ہی نہیں آپ اپنے آپ کو یا گورنمنٹ کے point of view کو protection نہ دیں آپ صحیح بتائیں کہ کیا آپ کچھ کر سکے ہیں اگر نہیں کر سکے اور ناکام ہو گئے ہیں تو آگے بتائیں کہ آپ کے آگے کیا plans ہیں اور اس کو کس

طرح سے بہتر کریں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو محترمہ کا concern ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں نے قطعی طور پر کسی کو protect کیا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی protect کرنے والی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس عمر کی بچیوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے یا جس طرح کا یہ واقعہ ہے بچیاں سب کی ایک جیسی ہوتی ہیں اور اس معاملے کو اتنا ہی سنجیدگی سے لینا چاہئے جس طرح محترمہ نے فرمایا ہے تو میں ان کے concern کو appreciate کرتا ہوں اور ان کو میں یقین دلاتا ہوں، وہ ذرا یہ بھی دیکھیں کہ کسی کو ایف آئی آر میں نامزد نہیں کیا گیا، کسی پر شک نہیں ظاہر کیا گیا اور کسی پر شبہ ظاہر نہیں کیا گیا تو ایک blind کیس کو پولیس کیسے ورک آؤٹ کرے گی؟ اس کے لئے ظاہری بات ہے کہ لوگوں کی شناخت ہی کروانی پڑے گی تو بچی ہی کچھ clue دے گی تو اس کے بعد ہی آگے چلا جائے گا لیکن اس کیس میں جیسے میں نے عرض کیا اور میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس سے پہلے جیسے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری نے Call Attention Notice دیا اس اخبار میں یہ تھا کہ خاتون کے ساتھ اجتماعی زیادتی ہوئی لیکن اصل صورتحال کچھ اور تھی۔ اسی طرح میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی آگے 825 نمبر تحریک التوائے کار آ رہی ہے اس میں بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی اس میں ہم نے ملزم پکڑ لئے۔ ہمیں جہاں کہیں تھوڑا سا clue ملتا ہے تو پولیس کوشش کرتی ہے اور کرنی بھی چاہئے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ ملزموں کو گرفتار کیا جائے لیکن جہاں بالکل ہی blind case ہو وہاں پر مشکل ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میں نے آپ کو یقین دلایا ہے کہ اس سلسلے میں ایس پی انوسٹی گیشن کو کہا ہے کہ وہ خود تفتیش کرے اور جلد از جلد ملزموں کی گرفتاری کے لئے اقدامات کرے اور بے شک ان کا کوئی عزیز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو خاندان والوں کی بات نہیں سننی چاہئے بلکہ حقائق پر مقدمے کو یکسو کرنا چاہئے اور انشاءاللہ تعالیٰ حقائق پر ہی یکسو ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے میری تجویز یہ ہے کہ ایسے کیسوں میں جہاں بچیوں سے اتنی زیادتی ہو رہی ہے اگر ان کو بھی دہشت گردی کی عدالتوں میں لے جایا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا وہاں کچھ اثر تو ہو گا کیونکہ یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے اگر آپ اس کو اس نہج میں consider کر لیں تو میرے خیال میں یہ بھی بہتر ہو گا۔

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اپنے بھائیوں کی بہت سی باتیں سنی۔ اسمبلیوں کے استحقاق کی بات کی، پاکستان کی بات کی اور بہت سی باتیں انہوں نے کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کی میں یہاں پر جو سب سے ضروری اور اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے وزیر قانون، اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے حاکم وقت۔ میں آپ کو یہاں یہ بات کہتی ہوں آپ اگر یہ سمجھتے ہیں، مانتے ہیں، جانتے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ جرم کہاں ہو رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ کسی کو بچانے کی باتیں، کسی کو پکڑانے کی باتیں، کسی کے لئے ظلم، کسی کے لئے زیادتی، کسی کے لئے ناانصافی اور جو دل کرتا ہے وہ یہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو پتا نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں، ان لوگوں کو بھی پتا ہے وہاں کے ایس ایچ او کو بھی پتا ہے وہاں کے ایم پی ایز کو بھی پتا ہے وہاں کے ایم این ایز کو بھی پتا ہے، ہر چیز کو یہ جانتے ہیں لیکن لوگوں کو انصاف کیوں نہیں مل رہا؟ میں آپ کو یہاں یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ جب تک انصاف نہیں ملے گا ملک میں امن نہیں آسکتا، امن و عامہ قائم نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے بی بی!

محترمہ عابدہ جاوید: میری بات سنیں جو میں کہنا چاہ رہی ہوں۔ یہ جو جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹ بولنے کے بعد یہ معاشرے میں افراتفری پیدا کرتے ہیں، فساد پیدا کرتے ہیں، اسلام سب سے زیادہ فتنہ فساد کو ناپسند کرتا ہے، اسلام امن چاہتا ہے اور اسلام عدل چاہتا ہے۔ جب تک یہاں پر سب کے لئے ایک جیسا عدل نہیں ہوگا بے شک وہ فقیر ہو، بے شک وہ بادشاہ ہو ان سب کو گھسیٹ کر اللہ کا حکم ہے کہ ان کو کٹہرے میں لایا جائے اور جب انصاف مل جائے گا تو پھر دنیا میں بھی امن آئے گا، معاشرے میں بھی امن آئے گا اور پھر امریکہ کی بھی جرأت نہیں ہوگی کہ آپ کے یہاں پر ایجنٹ بنائے جائیں، امریکہ کی یہ جرأت نہیں ہوگی۔ پھر لوگ بھی ڈریں گے کہ ہمیں انصاف کے کٹہرے میں جانا پڑے گا وہ ایسی بات نہیں کریں گے کہ غلط کام بھی کریں اور دندناتے بھی پھریں اور دوسرے لوگ جو انصاف چاہتے ہیں وہ بے چارے بھٹکتے پھریں ان کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں آپ لوگوں کا فرض ہے کہ انصاف کے لئے اور سب کے لئے ایک سا انصاف ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، انصاف ہوگا اور امن ہوگا۔ جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! آرڈر پلیز، آرڈر پلیز (قطع کلامیاں)

بی بی بات ہو گئی ہے جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بڑے احترام سے اور بڑی معذرت کے ساتھ آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ اتنا important issue discuss ہو رہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کو میں نے موقع دیا ہے۔ آپ بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کم سن بچیوں کے ساتھ ریپ کی بات ہو رہی تھی اور اس کو اس طرح سے non seriously اڑا دینا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Non seriously نہیں۔ میں نے آپ کو موقع دیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس میں اچھی بات نہیں ہے۔ راجہ صاحب نے جہاں تک یہ بات کی کہ blind case تھا یا جو ایک دو کیسوں کے بارے میں انھوں نے بات کی۔ میں صرف اس میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ راجہ صاحب بیشک اس کے figures اٹھا کر دیکھ لیں، ہمارے صوبہ میں جو کم سن بچیاں ہیں ان کے ساتھ ریپ کے جو کیسز ہیں ان کی تعداد میں بہت alarming situation تک اضافہ ہو چکا ہے۔ اب اس پر حکومت کو سخت اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ آپ نے جو بات کی کہ ان تمام کیسوں کو A.T.C میں cover کرنا چاہئے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اتنی alarming situation ہے کہ اگر ہماری چھ سات سال کی کمسن بچیاں، سوچئے کہ جن کے ساتھ اس عمر میں ریپ ہوا ہے، ان کی development کیا ہو گی، وہ بڑی ہو کر کس طرف جائیں گی، ان کا کیا بنے گا، ان کا مستقبل کیا ہو گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس بات کو مذاق میں نہ اڑایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مذاق میں نہیں۔ انھوں نے کہہ دیا ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کہ مجھے ہاؤس میں بالکل seriousness نظر نہیں آتی کہ ہم اس serious issue پر کس طرح سے بات کر سکتے ہیں؟ یعنی اس سے زیادہ important issue اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم عورتوں کی representation کرنے تو آئے ہیں اور جو کمسن بچیاں ہر محلے میں، ہر شہر میں، مہینے میں ایک یا

دو کیسز ہوتے ہیں، ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور اس پر جب ہم بات کرنا چاہیں تو اس طرح مذاق میں اڑا دی جائے۔ میری راجہ بشارت صاحب سے گزارش ہو گی کہ وہ سی۔ ایم صاحب کے نوٹس میں بھی لائیں اور اس پر کوئی سخت قسم کا ایکشن لیا جانا چاہئے۔ پھر اس کی investigation strictly ہونی چاہئے۔ پولیس کو ان کیسز کو specially treat کرنا چاہئے ورنہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہماری سوسائٹی میں یہ جو صورتحال ہے یہ بہت harmful ہے اور ہماری سوسائٹی جس طرف جا رہی ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ہماری چھ سات سال کی بچیوں کو اس کا مطلب ہے کہ گھر سے بالکل نکلنا بند کر دینا چاہئے۔ اگر یہ حالات ہیں، جنگل کا قانون ہے کہ جو بچی بھی گھر سے نکلے گی وہ پکڑی جائے گی۔ This is too much.، میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گی کہ گورنمنٹ اس پر سخت ایکشن لے۔ میں نے ایک بات خواتین کے حوالے سے کی تھی جس پر گزشتہ سال راجہ صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی اور اس پر ایک کمیٹی بنا دی۔ عورتوں کے حوالے سے جب میں نے یہ کہا کہ عورتوں کے خلاف جو کرائم ہے وہ بڑھ رہا ہے اور اس کمیٹی کی آج تک دو سالوں میں کوئی میٹنگ نہیں ہوئی تو جس کمیٹی نے meet نہیں کرنا، اس کا کام کیا ہو گا اور اس کی recommendations کیا ہوں گی؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس کمیٹی کو affective کریں اور یہ جو بچیوں والے معاملات ہیں یہ بھی اس کے سپرد کئے جائیں اور کوئی ایسا قانون بنایا جائے، کوئی ایسی چیز develop کی جائے تاکہ ان جرائم کا جلد سے جلد سد باب ممکن ہو سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے یا باقی خواتین بات کرنا چاہتی ہیں اس میں سارے ہاؤس کا concern ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ جو واقعات آپ بیان کر رہی ہیں ان پر ٹریژری بنچز اور آپ بھی concern show کر رہے ہیں۔ میں نے بھی اسی لئے لاء منسٹر صاحب سے request کی ہے کہ وہ اس معاملے کو اگر consider کر لیں کہ ان کیسز کو دہشت گردی کی عدالتوں میں لے جایا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے بھی یہی کہا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اگر محترمہ کو بٹھا دیں تو میں اپنی بات کر لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ بیٹھیں۔ لاء منسٹر کو جواب دے لینے دیں۔ یہ اتنی اہم بات

ہے، آپ ان کو جواب دے لینے دیں، اس معاملے کو طے کرنے دیں۔ آپ بات کو سمجھیں۔ بی بی! طے کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے اس تحریک التوائے کار پر پہلے اس بات کو appreciate کیا تھا، محترمہ کا جو concern تھا میں نے اس کو appreciate کیا تھا اور میں نے یہ گزارش کی تھی کہ یہ ان کی تشویش بالکل اپنی جگہ پر درست ہے اور اس معاملے میں ضرور اقدامات کئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا کہ اس قسم کے مقدمات کو انسداد دہشت گردی کی متعلقہ عدالتوں میں پیش کیا جائے۔ اس سلسلے میں میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس میں جرائم کی باقاعدہ ایک لسٹ ہے جو کیسز ان عدالتوں میں جاتے ہیں۔ اس میں rape coupled with murder ادھر چلا جاتا ہے، گینگ ریپ کے کیسز ادھر جاتے ہیں لیکن یہ دوسرے کیسز جو ہیں ان کا سیشن کورٹ میں trial ہوتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کو بتانا چاہتا تھا کہ بیشمار ایسے کیسز ہیں کہ جو میں تسلیم کرتا ہوں کہ بعض لوگ اتنے غریب ہوتے ہیں اور یہ بات ایک حقیقت ہے کہ یہ ان لوگوں کے ساتھ کیسز ہوتے ہیں کہ جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور میں آپ کو حلفاً بتانا چاہتا ہوں کہ ان میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس وکیل کرنے کے لئے پیسے بھی نہیں ہوتے۔ پھر crisis centres جو پراونشل گورنمنٹ اور فیڈرل گورنمنٹ نے بنائے ہوئے ہیں ان میں سے ہم وکیل ان کو کر کے دیتے ہیں۔ اسی طرح لاء ڈیپارٹمنٹ نے بھی ایک لیگل سیل بنایا ہوا ہے جس میں سے ہم ان کو وکیل کر کے دیتے ہیں اور میرے پاس بیشمار ایسی مثالیں موجود ہیں، مریدکے میں ایک کیس ہوا، اس کی ہائیکورٹ تک سرکاری طور پر ہم نے پراسیکیوشن کی۔ اس سلسلے میں، میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ آپ کی ہدایات پر اور جو اس ہاؤس کا concern ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد ہو گا اور اس قسم کے جتنے بھی کیسز ہیں، میں معزز خواتین اور اس معزز ایوان کو بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جس طرح ہم henious crime کے دوسرے کیسز کی مانیٹرنگ کرتے ہیں ان کیسز کی بھی باقاعدہ مانیٹرنگ کی جائے گی اور وکیل بھی ہم provide کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ کوشش یہ کریں گے کہ جو لوگ ان جرائم میں ملوث ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ابھی دیتا ہوں۔ایک منٹ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے جمعہ کو جب سیشن ہو رہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی اس موضوع پر بات ہو گی اور بات نہیں ہو گی۔ابھی اسی موضوع پر آپ بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے بھی measures لئے جا رہے ہیں ان کے باوجود یہ جو اس قسم کا کرائم ہے اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حوالے سے کوئی کمیٹی بنے جو اس پر غور کرے اور اس کے لئے جو لیجسلیشن کے اندر اگر کمزوریاں ہیں تو ان کو بھی دور کیا جائے۔ہوتا یہ ہے کہ یہ کیسز جہاں بھی چلتے ہیں بالآخر جب کوئی decision execute ہونے کا وقت آتا ہے تو اس میں سات آٹھ سال گزر جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں جو deterrence سزا کے نتیجہ میں معاشرے میں create ہونی چاہئے وہ نہیں ہو پاتی۔اس لئے اس معزز ایوان کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔وزیر قانون صاحب موجود ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سارے معاملے کو re-consider کر کے نئی لیجسلیشن لائی جائے تاکہ پانچ چھ مہینے کے اندر کوئی فیصلہ ہو جائے، کوئی سزا ہو جائے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا کیونکہ یہ ایک important issue ہے تو میں اس میں لاء منسٹر صاحب کو ایک اور suggestion دینا چاہ رہی ہوں کہ اگر ایسی لیجسلیشن کر لیں کہ جس میں اس طرح کے جو بچیوں کے ریپ کے کیسز ہیں ان کی جو initial investigation ہے یا جو بھی ٹوٹل investigation ہو وہ ایک تو high officials جو ہیں، جن کے عہدے ایس پی یا ایس پی سے اوپر کے level کے لوگ ہیں ان کی investigation میں ایک کمیٹی بنے جو اس کی investigation کرے۔اس کو عام ایس ایچ او یا اے، ایس، آئی کے تھانے کے حوالے نہ کیا جائے کیونکہ اتنی چھوٹی بچی کو اس mental level کے لوگ اگر handle کریں گے تو اس بچی کے ساتھ جو پہلے زیادتی ہو چکی وہ already ہو چکی اس کے بعد وہ اور بھی ذہنی طور پر دباؤ کا شکار ہو جائے گی۔اس کو high officials تک لے کر جایا

جائے اور یہ ایک کمیٹی ہو جو اس کو باقاعدہ investigate کرے۔ اس میں ویمن پولیس شامل ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اسی issue پر بات کریں گے ؟

چودھری زاہد پرویز: جی، میں اسی معاملے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کے دور میں اگر کوئی ریپ یا ڈکیتی کا ایسا کوئی واقعہ ہوتا تھا تو وہ خود at the spot چلے جاتے تھے۔ وہاں ایس پی بھی آتا تھا۔ ڈی آئی جی بھی آتا تھا اور وہاں علاقے کا ایس ایچ او بھی ہوتا تھا۔ اس کو تنبیہ کر کے آتے تھے کہ اگر تین دن میں، سات دن میں آپ نے ملزم نہ پکڑا تو You are no more، ان کو ٹارگٹ دیتے تھے۔ اگر اسی طرح ہی راجہ بشارت لاء منسٹر صاحب at the spot وہاں جائیں یا سی۔ ایم صاحب جائیں تو میرا خیال ہے کہ اس طرح کے واقعات میں بہت حد تک کمی آ جائے گی۔ میری یہ ایک تجویز ہے۔ یہ ان کے پاس ایک مثال موجود ہے اور یہ ان کے ساتھی رہے ہیں۔

محترمہ لبنیٰ طارق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ لبنیٰ طارق: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا تو میں اس میں یہ کہوں گی کہ میری بہنیں بالکل ٹھیک بات کہہ رہی ہیں لیکن سی۔ ایم صاحب ایسے incidents کا فوراً نوٹس لیتے ہیں۔ اس کی مثال گوجرانوالہ میں جو ریپ کیس تھے وہ آپ جانتے ہیں۔ سی۔ ایم صاحب نے ذاتی طور پر وہاں پر اس سارے کیس کو follow کیا، ان فیملیوں کو باقاعدہ طور پر invite کیا گیا۔ یہاں سے منسٹرز کو بھیجا گیا، ان کو compensate کیا گیا۔ مجرم فوراً پکڑے گئے۔ یہ میرے اپوزیشن والے بھائی بھی جانتے ہیں کہ جو ملزم تھا اس کو فوراً سزا دی گئی، arrest کیا گیا۔ یہ پروگرام ٹیلیویژن پر بھی چلا تھا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے باقاعدہ ان کو اور ان کی فیملی کو call کیا اور compensate کیا۔ لہذا نوٹس تو لیا جاتا ہے اور لیا جانا چاہئے۔ یہ کہنا کہ حکومت اس کو ignore کرتی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور:

Mr. Speaker! Thank you. Sir, The question which we are discussing right now and we have discussed at length.

جو بات وزیر قانون نے کی ہے legally اس بات کی اپنی weight, value موجود ہے۔ اسی طرح جو بات محترمہ فرزانہ راجہ کر رہی تھیں اور جو بات میری بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ نے کی ہے اگر ان ساری چیزوں کو آپ اکٹھا کریں اور ایک thin line of demarcation، پتلی سی لکیر لگائیں تو معلوم ہوگا کہ ہم نے special courts کو یہ cases دیئے ہیں۔ آج تک جتنے بھی Special Acts بنے ہیں، جیسے ابھی میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ میاں شہباز شریف صاحب موقعے پر پہنچ جاتے تھے اور اس طرف سے محترمہ نے کہا کہ موجودہ وزیر اعلیٰ بھی موقعے پر چلے گئے ہیں۔ No this is not the answer. It has to be institutionalized. آپ پولیس سے تفتیش کروا رہے ہیں۔ گائے، بکری اور بھینس چوری کی تفتیش کرنے والا محمد بخش اے ایس آئی کیا ریپ کیس کی special investigation کر سکتا ہے؟ impossible یہاں 2002 کا پولیس آرڈر آیا ہے ہم نے دیکھا کہ کن چیزوں کو demarcate کیا گیا ہے، کن چیزوں کو سامنے رکھ کر کون کون سی تبدیلیاں ہم نے پولیس آرڈر 2002 کے اندر کی ہیں۔ ہم نے اس کو ہوم سیکرٹری کے ambit سے ہی باہر نکال دیا ہے۔ یعنی:

> Chief Executive of the Province even though the Treasury Benches will mind my words, but as a Parliamentarian I think I am duty-bound to say that we have taken police out of the ambit of the Home Secretary. Now, police Order 2002 makes Police as an independent unit.

آئی۔ جی اپنے اختیارات خود رکھتا ہے کہ کس کو اس نے ٹرانسفر کرنا ہے۔ وہ چیف منسٹر کی بات سنے گا، مانے گا، کرے گا لیکن ہوم سیکرٹری کا وہ جو provision تھا، جو اس اسمبلی کے ذریعے power وہ

کی باڈی اسے دیتی تھی وہ تینوں چیزیں ہم نے derive کرتا تھا، جو Chief Executive کر دیں، already ہو ئی ہیں۔ Now we say کہ سات آٹھ سال کی بچیوں کے جو negate ریپ کیسز ہوتے ہیں ان کے لئے کوئی special laws بنائے جائیں۔

Do we say that our PPC is totaly scraped? Do we say that CRPC is not affective? Do we say that the system of the law and justice prevailing in this country is not worthwhile that we have to make new laws for that?

یہاں پر تو ایسا ایسا ظلم رہا ہے کہ حدود آرڈیننس بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا اور CRPC بھی ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ ایک وقت میں دو دو parallel laws چلتے رہے۔ If we are serious for that کہ اس چیز پر ہم نے legislate کرنا ہے تو آپ honestly اس بات کو سامنے رکھ لیں کہ پولیس کے اندر Specialist Investigative Units بنانے پڑیں گے۔ Whichever Government does that, they have to do it. Yes psychiatrists are needed in that case. آپ کیسے نہیں لائیں گے؟ سات سال کی بچی جس کا ریپ ہو جائے گا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کو psychiatrists کی ضرورت نہیں ہے؟ yes psychiatrists are needed in that case. جس کے ساتھ سات سات آدمی ریپ کریں گے۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں میرا نہیں خیال I personally believe کیونکہ میرا اس میں کوئی زیادہ علم نہیں ہے کہ میں facts and figures سے بات کر لوں۔ Same ASI, same SI, I am sorry for repetition of my words; same SHO, same SP and, I can swear on the floor of the House. کہ ہماری پولیس ٹریننگ اکیڈمی کے اندر اس کے سدباب کے لئے، preventive measures کرنے کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے۔ یہ preventive measure ہوتا ہے، بعد کا نہیں ہوتا۔ اگر آپ نے اس کے لئے یہ قانون بنانا ہے کہ سات سال کی بچی کا ریپ ہو جائے تو اس کے بعد ہم مجرم کو کیسے پکڑیں گے تو وہی juvenile smoking law جیسا ایک law ہو گا، بنا لیں۔ آج کھوکھے پر چھ سات سال کا بچہ سگریٹ لیتا ہے۔ شادی کے کھانوں پر پابندی والا قانون آپ دیکھ لیں۔ شاید آج پھر ہم اس پر ایک نئی amendment لے کر آ رہے ہیں۔ اس کے لئے

توpreventive measuresکرنے کی ضرورت ہے۔ معاشرتی طور پر بطور ایم پی اے میںduty boundہوں کہ اپنے لوگوں کو اتناeducateکروں، اتناwiseکروں، ان کو اتنی بات سمجھاؤں، معاشرے کے اندر اتنا عدل دے دوں لیکن میں تو نہیں دے سکا تو ان ساری responsibilitiesکے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئیspecial courtsبنیں، ہم ایک نئی legislationلے کر آئیں یا کوئی نئی کمیٹی بنے جو کہ اس پر سوچ بچار کرے۔ جناب! اسیPPC, CRPCپر عملدرآمد کروادیں۔ رانا مشہود اس کے بہت بڑےreaderہیں روز کورٹ میں کیسز کے اندر پیش ہوا ہوتا ہے، بے شمار وکلاء یہاں بیٹھے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان بھی ہیں، راجہ بشارت اور دوسرے معزز ایڈووکیٹس سب جانتے ہیں کہ اگر ہم اسیlawکوproperly implementہی کر دیں تو a lot could be done. لیکن پولیس کے اندرchangesضروری ہیں۔ قتل کے مقدمہ کی بھی وہی تفتیش کرتا ہے۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ اب آگے چلتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور:

Sir, Just to conclude my words

میری آپ، Chair and this august Houseسے درخواست ہے کہ:

> Whatever the laws are being made whether they are on concurrent list or we have the prerogative right as member and as legislators in the Province.

اگر آپ نےSpecialist Police Unitsنہ بنائے، Theft Units, Crime Units, Rape Units, Homicide Unitsنہ بنائے، جب تک یہ تبدیلی آپ پولیس کے اندر لے کر نہیں آئیں گے تب تک یہ واقعات اسی شدت کے ساتھ ہوتے رہیں گے۔ Mind it. We have been repeating this for last 4 years.چار سال سے ہم یہ بات کر رہے ہیں، جب سے اس ایوان میں آئے ہیں تب سے اور اس سے پہلے بھی لاہور ہائی کورٹ بار

ایسوسی ایشن کے پلیٹ فارم سے ہم نے یہ بات کی تھی کہ پولیس کے اندر Specalist Units بنائیں.for God sake. Please do thatجب تک نہیں کریں گے تب تک ہم کبھی بھی آگے نہیں جا سکتے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی سنجیدہ تھا اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے سارے دوستوں کو اس پر اظہار خیال کا موقع دیا لیکن اگر اس معاملے کو صرف اس حوالے سے لیں کہ ہم اس میں کیا کیا اقدامات کر سکتے ہیں۔ اگر صرف ہم نے idealize کر کے صرف یہی کہنا ہے کہ یہ بھی کیا جا سکتا ہے، یہ بھی کیا جا سکتا ہے تو پھر ان معاملات کا کبھی بھی کوئی حل نہیں نکل سکے گا۔ So دیکھنا یہ ہے کہ ہم عملی طور پر کر کیا سکتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جیسا کہ میرے بھائی ملک احمد خان صاحب نے کہا کہ educate کرنے کی بات ہے۔ چلیں ابتداء ہم اپنے آپ سے کرتے ہیں۔ میں نے اپنے حلقے میں کتنے لوگوں کو educate کیا ہے اور educate کر کے میں نے کتنے لوگوں کو کہا ہے کہ وہ جرم سے کنارہ کریں بلکہ میں جس دن بھی اپنے حلقے میں جاتا ہوں تو میں وہاں بیٹھ کر کم از کم مجرموں کی سفارش ہی کرتا ہوں گا، ان کو جرم سے باز رہنے کی شاید کبھی میں نے بات نہیں کی ہو گی۔ آج ہم یہاں پر دو حیثیتوں سے بیٹھے ہیں ایک legislator کی حیثیت سے اور دوسرا عوامی نمائندوں کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تیسری حیثیت ایک ذمہ دار شہری کی بھی ہونی چاہئے جو کہ اس قسم کے تمام واقعات سے نفرت کرتا ہے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بطور عوامی نمائندے ایجوکیٹروں کا کام کرنا چاہئے لیکن ہم ساری باتوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف یہ کہیں کہ پولیس نے یہ کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں جو برائیاں ہیں اگر ان کو صرف پولیس کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تو شاید ہم انھیں ختم کرنے میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اپنے وسائل کے مطابق آگے چل کر پولیس میں تبدیلیاں لانی ہیں۔ ہم نے وہاں پر Special Cells بنانے ہیں۔ پہلی بار یہ ہوا ہے کہ پولیس میں آپریشن اور انوسٹی گیشن کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ یہاں میرے سارے legislators بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان میں اکثریت اس بات پر بھی دو رائے رکھتی ہے کہ آپریشن کو انوسٹی گیشن سے علیحدہ ہونا چاہئے یا نہیں۔ ہر شخص کی اپنی ایک رائے ہے۔ میرے بھائی بھٹی صاحب سب سے پہلے اس بات سے معترض ہیں کہ انوسٹی

گیشن اور آپریشن کو علیحدہ کیوں کیا گیا ہے؟

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ آج ایوان نے کتنا sincerely اس قسم کے معاملات پر اپنا concern show کیا ہے۔ ہمیں اس بات پر سنجیدگی سے دیکھنا چاہئے اور میں نے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ یہ کہا تھا کہ جب میں نے مانیٹرنگ کی بات کی ہے تو میں صرف اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ میں دومنٹ میں یہ وضاحت کر دوں کہ ہم جن henious crimes کے کیسز کو مانیٹر کرتے ہیں۔ ہم ان کو right from the investigation up to trial مانیٹر کرتے ہیں۔ یہاں پر میرے وکلاء بھائی بیٹھے ہیں ان کے علم میں ہے کہ انوسٹی گیشن میں بے شمار lacunas ہوتے ہیں جو تفتیشی افسر چھوڑ دیتا ہے۔ جس طرح ملک احمد خان صاحب نے کہا ہے کہ ایک اے ایس آئی جسے آپ تفتیش دیں گے وہ آج کے اس موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر تفتیش نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ اس کے ساتھ پہلے دن سے ایک پراسیکیوٹر لگا دیتے ہیں جو legal lacunas کو دیکھتا ہے۔ عدالت میں اس وقت چالان پیش کیا جاتا ہے جب اس میں ساری خامیاں دور کر دی جاتی ہیں۔ پھر عدالت میں trial کے دوران باقاعدہ day to day basis پر اس کیس کو مانیٹر کیا جاتا ہے تاکہ گواہ قائم رہیں۔ جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ اس قسم کے کیسز میں تو لوگوں کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہوتے کہ وہ خود کچہری آ سکیں تو وکیل مہیا کرنا اور ان کے گواہان کو عدالت میں قائم رکھنا حکومت کا فرض ہے۔ یقین کیجئے کہ اس قسم کے 90 فیصد کیسوں میں حکومت گواہوں کو قائم رکھتی ہے اور ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچاتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت اقدامات کر رہی ہے اور اس وقت میں نے جو بات کی ہے کہ اس کو مانیٹر کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مانیٹرنگ سے ایک بہتری آئے گی اور جیسے ملک احمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ آگے چل کر ہم پولیس میں تبدیلیاں بھی لائیں گے۔ بہتر انوسٹی گیشن کے لئے علیحدہ سیل بھی قائم کئے جائیں گے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ اب اس قسم کے کیسز کو ثابت کرنے کے لئے DNA ٹیسٹ بھی کرواتے ہیں جو آج سے چار سال پہلے نہیں کروائے جاتے تھے میری گزارش ہے کہ ہم بہتری کی طرف چل رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مزید بہتری آئے گی۔ شکریہ

جعلی میڈیکل کالجوں، جعلی ادویات اور جنسی ادویات کے اشتہارات کی بھرمار سے عوام کا جانی ومالی نقصان

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ آپ جس طریقے سے floor دیتے ہیں اس میں آپ کا discriminatory attitude ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کے خیال میں 370 کے ایوان میں یہی دس پندرہ لوگ ہیں جنھیں بات کرنے کا ڈھنگ آتا ہے یا ضروری معاملات انہی کے ہیں۔ اگر کوئی میرے جیسا آدمی بات کرتا ہے تو آپ اسے ignore کرتے ہیں۔ اب اسمبلی کا ٹائم ختم ہو رہا ہے، وزیر صحت جا چکے ہیں۔ میں کل سے ایک انتہائی اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ چاہتا تھا۔ اگر آپ میری عرض سن لیں تو میں صرف چند لفظوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ کل میں نے جعلی میڈیکل کالجوں، جعلی دوائیوں اور جنسی ادویات پر ایک تحریک پیش کی تھی۔ اس پر میرے اپنے حکومتی بنچز کی طرف سے مخالفت کی گئی۔ آپ دیکھیں کہ پورے پاکستان اور پورے پنجاب کی دیواریں معجون مچھلی سے بھری ہوئی ہیں، لوہا کیپسول سے بھری ہوئی ہیں، لوگ مر رہے ہیں لوگ اپنی شکایت تک کسی کو کہنے والے نہیں ہیں۔ کوئی کہنے والا نہیں، کوئی سننے والا نہیں۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک کی سب بڑی انڈسٹری sexual medicines industry ہے اس کے لئے کچھ کر لیجیے۔ یہاں پر ابھی ریپ اور دوسری بحث ہو رہی ہے اس کی background بھی تو یہی دوائیاں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے ایوان کی توجہ مبذول کرائی تھی کہ سنٹرل ایشیئن ممالک کے جو میڈیکل کالجز ہیں جو یہاں سے کروڑوں روپیہ لے رہے ہیں لیکن وہاں سے واپسی پر ان بچوں اور بچیوں کو کوئی ڈسپنسر اور نرس رکھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ میں نے آج وزیر صحت سے استدعا کی تھی انھوں نے کہا تھا کہ میں آپ کو support کروں گا۔ کل بھی انھوں نے کیا لیکن کل بھی کچھ نہیں ہوا اور آج بھی اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ یہاں پر ان چند لوگوں کو floor دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں تو آپ کو روزانہ floor دیا جاتا ہے۔Almost آپ دیکھ لیں کہ آپ کو ہر روز floor دیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! مجھے کوئی floor نہیں دیا جاتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اتنا اہم اور henious crime discuss ہو رہا تھا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں آپ کو بتا دوں کہ باقی لوگ بھی brain رکھتے ہیں۔ شکر الحمد للہ میری background اتنی solid ہے کہ کسی پوائنٹ پر مجھ سے بات تو کروائیں لیکن آپ تو مجھے floor ہی نہیں دیتے۔ میں درد دل لے کر آیا ہوں اگر مجھ سے کوئی بات سننا چاہتا ہے تو سن لے۔ آپ کے سامنے کوئی زیادہ بات کرنے کے لئے اس لئے تیار نہیں ہے کہ بات آپ کے خلاف نہ ہو۔ میرے خیال میں تو جو آپ کو بتائے گا وہ آپ کا دوست ہوگا۔اگر آپ floor نہیں دینا چاہتے تو کوئی بات نہیں ہے مجھے آج کے بعد آپ floor نہ دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو ہمیشہ آپ کو floor دیتا ہوں۔آپ کل بھی بولے ہیں اور آج بھی بولے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے ذہن میں یہ بات کیسے آئی؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آج مجھے 8.00 بجے floor دیا جا رہا ہے اور وہ بھی عشاء کی نماز کے بعد۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب کوئی اہم بات ہو رہی ہوتی ہے تو اس کو interrupt نہیں کیا جاتا۔یہ آپ کی اپنی رائے ہو سکتی ہے۔ میں نے تو آپ کو موقع دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! باقی ایوان کی بھی یہی رائے ہے لیکن وہ آپ کے سامنے کہنا نہیں چاہتے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے خود کہا کہ وہ مجھے support کریں گے اور وہ یہاں رہے لیکن جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے floor دے دیا۔

معزز ممبران: ڈاکٹر صاحب تو موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جی، وہ اب تشریف لائے ہیں۔

وزیراعلیٰ کے اعلان کے باوجود کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو مستقل نہ کرنا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! شیخ علاؤالدین صاحب نے جو معاملہ اٹھایا ہے یہ پہلے بھی انھوں نے اٹھایا تھا اور میں نے بھی اس وقت یہ کہا تھا کہ کرغزستان اور ترکمانستان کے میڈکل کالجوں کے لئے بھاری بھاری فیسوں کے اشتہار دے کر ہمارے بچوں کو تعلیم کے لئے وہاں بھجوایا جاتا ہے لیکن جب وہ وہاں سے تعلیم حاصل کر کے آجاتے ہیں تو یہاں پر پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل ان کی ڈگری تسلیم نہیں کرتی۔ انھیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بہت اہم issue ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ بات بھی اٹھائی تھی کہ سندھ اور سرحد میں تمام کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو مستقل کر دیا گیا ہے۔ سندھ اسمبلی کا 2003 کا آرڈیننس ابھی بھی میرے بیگ میں موجود ہے جو میں آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ یہاں پر یہ کیفیت ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ وزیراعلیٰ صاحب نے اعلان کیا اور وزیر صحت نے بارہا اس بات کا اظہار کیا کہ ہم ڈاکٹروں کو مستقل کرنا چاہتے ہیں۔ جو ڈاکٹر کنٹریکٹ پر ہیں وہ بے چارے سالہا سال سے سولی پر لٹکے ہوئے ہیں۔ آج منسٹر صاحب موجود ہیں اس لئے یہ بہت اچھا موقع ہے اور انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ next working day پر اس معاملے کو clear کروں گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ بات بھی اٹھائی تھی کہ پچھلے دنوں قائداعظم میڈیکل کالج اور رحیم یار خان میڈیکل کالج کے اندر پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کے انٹرویو ہوئے۔ پبلک سروس کمیشن کا نمائندہ گیا، یہاں سے ایڈیشنل سیکرٹری ہیلتھ گئے اور باضابطہ انٹرویو ہوئے میرٹ پر سلیکشن ہوئی۔ رحیم یار خان میڈیکل کالج کے اندر پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کے آرڈرز issue ہو گئے اور انھوں نے join کر لیا۔ مگر قائداعظم میڈیکل کالج ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہسپتال ہے وہاں بے شمار مریض آتے ہیں وہاں پر یہ کیفیت ہوئی ہے کہ انھوں نے میڈیکل آفیسرز اور سینئر رجسٹرار کے آرڈر کر دیئے لیکن پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کے آرڈر

نہیں کئے اس سے بڑی پریشانی ہے۔ جب انٹرویو call کئے گئے تو سینئر ڈاکٹر نے اسسٹنٹ پروفیسر کے لئے apply کر دیا اور اس کے جونیئر ڈاکٹر نے سینئر رجسٹرار کے لئے apply کر دیا۔ جب سینئر کی اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر سلیکشن ہو گئی اور جونیئر کی سینئر رجسٹرار کے طور پر سلیکشن ہو گئی تو سینئر رجسٹرار کے آرڈرز مل گئے اور اس نے join کر لیا۔ اب جو سینئر ڈاکٹر تھا جو سلیکشن سے پہلے میڈیکل افسر تھا وہ اپنے جونیئر کے ماتحت سروس کر رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں کافی crippling ہے لہذا میری التماس ہے کہ انھوں نے جو disparity اختیار کی ہے، رحیم یار خان میڈیکل کالج میں ایک stance لیا ہے اور قائداعظم میڈیکل کالج کے کیس کے اندر انہوں نے ایک دوسرے رویے کو اختیار کیا ہے۔ میں نے دو تین دفعہ وزیر موصوف سے بھی یہ گزارش کی ہے اور وزیر موصوف نے بڑی شفقت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اس کی rectification کریں گے۔ میری اس سلسلے میں التماس ہے کہ ابھی وزیر موصوف کو ٹائم دے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اب تشریف رکھیں، بات ہو گئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! چودھری ظہیر صاحب! مہربانی فرمائیں اور وزیر صحت کو وقت دے دیں تاکہ وہ یہ ساری باتیں clear کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ ختم ہو چکا ہے۔ Let me announce that. آپ announce نہ کریں، مجھے کرنے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! قانون سازی کا کام بھی کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے پتا ہے Let me announce first. تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے لیکن چونکہ یہ بات چل رہی ہے اس لئے آپ پہلے بات کریں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ پہلے بات کریں۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب والا! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں! I have given floor to you.

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب والا! میری humble submission صرف اتنی ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلائی ہے۔ کل بھی یہ مسئلہ پیش ہوا تھا۔ ہمیں صرف اتنا ہی بتا دیا جائے کہ کیا واقعی جعلی دوائیوں کا کاروبار اتنا اچھا ہے کہ اس کے متعلق بغیر کسی دلیل کے اس کو bulldoze کر دیا جائے اور جنہوں نے اس کو ہاؤس کے اندر bulldoze کیا ہے وہ ہمیں convince کر لیں کہ واقعی آپ کا Resolution غلط تھا تو ہم اس پر کوئی بات نہیں کرتے یا اس کی وجوہات بتا دی جائیں کہ جعلی دوائیوں کا کاروبار اتنا اچھا ہے، sex کی دوائیوں کا کاروبار کرنا بڑا اچھا ہے بچوں کو سمگل کر کے چائنا، ترکمانستان اور کرغزستان میں substandard تعلیم کے لئے بھیجنا اچھا ہے۔ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں اس وقت پانچ پانچ لاکھ روپے سال کی فیس لے رہے ہیں وہ اچھا ہے جبکہ گورنمنٹ کے میڈیکل کالجوں میں اخراجات 35 ہزار روپے سالانہ ہیں۔ پرائیویٹ میڈیکل کالج میں ایک بچے سے پانچ پانچ لاکھ روپے لئے جاتے ہیں۔ ہم سب ان پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے مالکان کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں یا ان بچوں کے لئے کر رہے ہیں کہ جو ہماری قوم کا سرمایہ ہیں۔ اس سلسلے میں، میں خود یہ گواہی پیش کرتا ہوں کہ اسے ARY اور دوسرے چینلز پر پون گھنٹہ اور ایک ایک گھنٹہ کے اشتہار آتے ہیں۔ کبھی بالوں کے متعلق کبھی sex کے متعلق اور کبھی قد بڑھانے کے متعلق آتے ہیں اس کے علاوہ تین چار ہزار روپے کی سلمنگ بیلٹ کے متعلق اشتہارات آتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا authenticity ہے، ان لوگوں کی کیا qualification ہے؟ وہ تو ٹی وی پر صحیح طرح سے pronounce بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود لکھا ہوتا ہے کہ گولڈ میڈلسٹ۔ ان کے تو میڈیکل کالج کا ہی پتا نہیں ہے کہ انہوں نے کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ یہ ہمارا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ براہ مہربانی! جس طرح ہمارے دوسرے مسائل ہیں اس کو بھی اس طرح سے take up کیا جائے۔ ہم اس معاشرہ کو حقیقی معنوں میں ایک معاشرہ بنانا چاہتے ہیں اور یہ بغیر کسی وجہ سے ہمارے Resolution کو bulldoze کیا گیا ہے اور جس نے بھی یہ کیا ہے وہ ہمیں convince کر لے ہم لبیک کہہ دیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صحت بات کریں گے۔ Time is extended for fifteen minutes.

وزیر صحت: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ تین چار issues یہاں پر زیر بحث آئے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب اور ڈاکٹر مظفر صاحب نے ایک بڑا اہم about spurious drugs اور خاص طور پر وہ اشتہارات جو کیبل ٹی وی پر آ رہے ہیں اور اخبارات میں relevant issue بھی آتے ہیں ان میں unapproved drugs کو مشتہر کیا جاتا ہے ان سارے issues کو یہاں پر raise کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر وسیم صاحب نے contract doctors کی بات کی ہے جو بہت اہم ہے اور محکمہ صحت سے متعلقہ ہے اس پر بات کی، میڈیکل کالجز کے بارے میں بات کی۔ میں کہتا ہوں کہ جو اسمبلی کی رائے ہے وہ عوام کی رائے ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

And I fully support that میں صرف یہ درخواست کروں گا کہ بجائے اس کے کہ ہم ان three different چیزوں کو randomly لیں اور مجھ سے expect بھی کیا جائے کہ میں variant issues پر بغیر کسی proper time کے بات کروں It will serve no purpose. میں اس پر ایک گھنٹہ بحث کر سکتا ہوں but what I offer is کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ issue is important enough تو اس اجلاس کے دوران کوئی ٹائم محکمہ صحت پر رکھ لیں تاکہ اس پر full discussion ہو and then I will answer all these issues so that there is a tangible decision that is made and carried out. Otherwise اس پر بات کرنے کا میرے نزدیک کوئی فائدہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بھی یہی رائے تھی چونکہ شیخ صاحب نے questions raise کئے ہیں، ڈاکٹر وسیم صاحب نے raise کئے ہیں اور اس کے علاوہ باقی دوستوں نے بھی raise کئے ہیں تو میری بھی یہی خواہش تھی کہ ہاؤس کی opinion لے کر اس پر بحث کے لئے ایک دو گھنٹے مقرر کر لیتے ہیں۔ اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی جائے اور پھر اس پر جو بھی decision ہو اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اس لئے اس پر کوئی دن مقرر کر لیتے ہیں جس دن ہاؤس مناسب سمجھے اس دن کے لئے ہم اس مسئلے کو رکھ لیتے ہیں اور اس پر بحث ہو جائے گی۔ اس مسئلے کے علاوہ ایک اور issue جو بچیوں سے متعلق تھا اور آج اس پر Call Attention Notice بھی تھا۔ اس پر بھی جب دن مقرر کیا جائے گا تو بحث کی جائے گی۔

معزز ممبران: امن عامہ کی بحث کے لئے دن رکھ لیں۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: سید محمد رفیع الدین بخاری مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کے لئے تحریک پیش کریں؟

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میں۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے تحریک کو pending کیا ہے، اس کو dispose of کیا ہے اور نہ ہی محرک سے پوچھا گیا ہے کہ press کرتا ہے یا نہیں کرتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو میں نے dispose of کر دیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: press کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ جو اس ہاؤس کی روایت ہے اس کے مطابق کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عرض یہ ہے کہ اس پر اتنی سیر حاصل بحث ہوئی ہے اور ہم تمام اس پر متفق ہوئے ہیں اور اسی لئے اب اس پر وقت مقرر کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ He should agree with that. آپ اس معاملے میں agree کرتے ہیں؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اس ہاؤس کی روایات ہیں اس کے مطابق ان سے پوچھنا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر کافی بحث ہو گئی اور ہم اس پر دو گھنٹے provide کر رہے ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس پر بڑا lenient view لیا ہے۔ یہ بڑا اہم issue تھا اور آپ نے بھی بڑی اچھی suggestions دی ہیں لیکن میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 825 بھی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ دوسری آج نہیں لے سکتے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! میں اس کے بارے میں بھی بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک ہی ہو سکتی ہے، دو نہیں ہو سکتیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! اس پر بھی ٹائم مقرر کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ بحث کے لئے وقت مقرر کرتے ہیں۔ فی الحال ہم اس کو dispose of کرتے ہیں اور دوبارہ اس پر بحث ہو گی۔ جی، رفیع الدین شاہ صاحب!

مجلس قائمہ برائے صنعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill 2004(Bill No .14 of 2004) moved by Dr Syed Waseem Akhtar,MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill 2004(Bill No .14 of 2004) moved by Dr Syed Waseem Akhtar,MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Board of Technical Education (Amendment) Bill 2004(Bill No .14 of 2004) moved by Dr Syed Waseem Akhtar,MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! توسیع نہ کی جائے کیونکہ یہ کمیٹیاں کام ہی نہیں کرتیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، یہ بات نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! ہاؤس کی رائے میں بھی "No" زیادہ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کی اجازت مل چکی ہے۔ اس کی already توسیع ہو چکی ہے۔ محترمہ لیلیٰ مقدس صاحبہ مجلس قائمہ برائے مال واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ لیلیٰ مقدس: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی واشتمال کی رپورٹ میں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی واشتمال کی رپورٹ میں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

معزز ممبران: نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے تو ابھی سوال ہی put نہیں کیا آپ کس بات پر شور مچا رہے ہیں۔
Let me ask the question first and then you have a right to say whatever you want to

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

> The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA
>
> کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی و اشتمال کی رپورٹ میں اس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (تنسیخ) تقریبات شادی (امتناع بے جا نمود و نمائش اور مسرفانہ اخراجات) پنجاب مصدرہ 2005

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005, as rcommended by the Standing Committee on

Local Government and Rural Development, be taken into cosideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005, as rcommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into cosideration at once."

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں ہماری دو amendments تھیں میں صرف اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس اسمبلی میں جتنے قانون بنے ہیں ان میں اپوزیشن نے amendments دی ہیں اور ان میں ہم سب سے اہم amendments یہ دیتے ہیں کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے یا اس کو پبلک کی رائے لینے کے لئے مشتہر کر دیا جائے تو پھر اس کو قانون بنانے کے لئے اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ سنٹرل گورنمنٹ نے پہلے یہ قانون بنایا ہوا تھا۔ میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کو پتا ہونا چاہئے تھا کہ already یہ قانون سنٹرل گورنمنٹ نے بنایا ہوا ہے۔ جب سنٹرل گورنمنٹ کا کوئی قانون ہو تو صوبائی اسمبلی سیکشن 143 کے تحت کوئی بھی قانون نہیں بنا سکتی۔ ہم یہ شور اس لئے مچاتے ہیں کہ خدا کے لئے اس کو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیج دیا کریں، اس کو thrash out ہونے دیں، اس پر discussion ہونے دیں، اسے پبلک میں آنے دیں تو اس کے بارے میں کوئی نہ کوئی بات سامنے آ جائے گی۔ اب سپریم کورٹ نے یہ قانون اٹھا کر ہمارے منہ پر مارا ہے کہ چونکہ یہ قانون بنا ہوا ہے لہذا پنجاب گورنمنٹ یا کسی بھی صوبہ کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اس پر قانون سازی کرے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ کوئی بل بھی ہو اس پر محنت ہوتی ہے، لاء ڈیپارٹمنٹ بھی اس پر محنت کرتا ہے، حکومت بھی کرتی ہے لیکن ہم اپنی amendments میں جو رائے دیتے ہیں اس پر یہ تھوڑا سا غور کر لیا کریں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ارشد گو صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس اسمبلی میں کوئی بل بھی ایسا نہیں آتا جو کہ سٹینڈنگ کمیٹی سے ہو کر نہیں آتا۔ اب سٹینڈنگ کمیٹی بھی انہی ممبران پر مشتمل ہے جو اس معزز ایوان کے اراکین ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے بعد سپیشل کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تو یہ دوسرے الفاظ میں ہماری پہلے سے بنی ہوئی سٹینڈنگ کمیٹیز پر عدم اعتماد ہوگا۔ اس کا طریق کار یہی ہے کہ یہ concerned Standing Committee کے پاس آتا ہے اور وہاں سے واپس آتا ہے۔ میں ان کے دوسرے point of view کی بھی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ صرف اس بات پر نہیں ہوا کہ یہ provincial legislation کے زمرے میں نہیں آتا تھا بلکہ جو اس وقت شادی بیاہ کے کھانوں پر مکمل پابندی لگائی ہے اس کے تحت ہم نے ون ڈش کی اجازت دی ہوئی تھی اب مکمل پابندی ہوگئی ہے تو یہ اس زمرے میں آتا تھا اور ہم اس کو سپریم کورٹ کی directions کے مطابق repeal کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی correction کر دوں کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس نہیں آیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کوئی بھی بل سٹینڈنگ کمیٹی کے بغیر ایوان میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ چیک کر لیں کیونکہ پورا ایوان اور اسمبلی سیکرٹریٹ اس بات کا شاہد ہے کہ کوئی بل سٹینڈنگ کمیٹی کے بغیر اسمبلی میں آ ہی نہیں سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین ہوں۔ میں آپ کو وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ جس وقت یہ بل بنایا گیا تھا یہ بل ہماری کمیٹی میں پیش نہیں ہوا تھا۔ یہ بل آپ نے یہاں پر پاس کر لیا تھا پھر اس کو repeal کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس وقت سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی کیونکہ اس وقت سٹینڈنگ کمیٹیز constitute نہیں ہوئی تھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی ایڈووکیٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ لائبریری سے وہ کتاب منگوالی جائے جس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ تھا جس میں انہوں نے ون ڈش پر پابندی لگائی۔ جب یہاں اس قانون پر بحث ہو رہی تھی تو ہم نے اس وقت بھی کہا کہ یہ قانون نہ لے کر آئیں یہ نہیں چلے گا۔ سپریم کورٹ کی 2005 کی Judgement ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ قانون بنانے کا ہمارا prerogative تھا ہی نہیں۔ اس لئے یہاں جب قانون پر بحث ہو رہی ہوتی ہے تب سنتے نہیں ہیں، mind apply نہیں کرتے یا اس چکر میں ہیں کہ ہم نے نوکری کرنی ہے اور اس کے پاس جانا ہے لیکن کوئی اچھی بات کہیں سے بھی آجائے اسے adopt کر لینی چاہئے، یہ میں آئندہ کے لئے کہہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! اس میں آپ لوگوں کے already جو نام شامل ہیں یہ میں پڑھ دیتا ہوں. They are already agreed on this repeal اس میں آپ کا نام بھی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا نام ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Amendment میں آپ کا نام ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ amendment ہماری ہے۔ میں اس سٹینڈنگ کمیٹی میں شامل نہیں ہوں۔ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم ہر بل سیٹنڈنگ کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں انہوں نے یہ بات بالکل ٹھیک کہی ہے لیکن یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس نہیں گیا اور اس کی تصدیق فاضل چیئرمین متعلقہ نے کر دی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بل کسی سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس وقت سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بنی تھی۔ ہاؤس کی سپیشل کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں اپوزیشن کے ممبران بھی تھے اور ٹریژری بنچز کے ممبران بھی تھے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس وقت کوئی بھی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں تھی اس وقت سپیشل کمیٹی تھی جس میں دونوں طرف کے ممبران شامل تھے۔ ہر قسم کی legislationکے لئے بل اسی سپیشل کمیٹی سے ہو کر آتے تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس میں صرف اتنی بات کر دینا چاہتا ہوں کہ قانون سازی بڑی ہوتی ہے، بڑے بلند بانگ دعوے ہوتے ہیں اور یہاں اس حوالے سے بڑی بڑی باتیں ہوتی ہیں لیکن جب یہ قاعدہ و قانون عمل کے میدان میں جاتا ہے تو بااثر لوگوں کے ہاتھ میں بازیچہ اطفال بن جاتا ہے۔ اتفاق سے اگر غریب غرباء violationکر دیں تو انہیں سولی پر چڑھا دیا جاتا ہے لیکن بااثر لوگ جو کہ آفیسرز ہیں اور اس ہاؤس کے اندر بھی بیٹھنے والے بااثر لوگ اس کی violation کرتے ہیں اور اس کے نتیجے کے اندر ایک نیا قانون لانے کی بات ہو جاتی ہے تو میری یہ التماس ہے کہ براہ مہربانی اس چیز کو بھی چیک کرنے کے لئے کوئی سلسلہ بنایا جائے کہ جو قانون پاس ہو اس پر across the boardعملدرآمد کے لئے کوئی طریق کار وضع ہونا چاہئے۔ ایسا نہیں ہے کہ بااثر لوگ تو قانون سے مبرا ہو جائیں اور غریب لوگ قانون کی بھینٹ چڑھا دیئے جائیں۔

MR ACTING SPEAKER: No more opposition from your side? OK. Now the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE - 2

MR ACTING SPEAKER: Now clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE - 1

MR ACTING SPEAKER: Now clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Minister For Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS. Sir, I move:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Marriage Functions (Prohibition of Ostentatious Displays and Wasteful Expenses) (Repeal) Bill 2005 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 17-مارچ2006 صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔